Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2015

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 62

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر قادیان
The Weekly
BADR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

شمارہ 13

شرح چندہ
سالانہ 500 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
45 پاؤنڈ یا 70 ڈالر
امریکن
70 کینیڈین ڈالر
یا 50 یورو

15 جمادی الاوّل 1434 ہجری قمری 28 امان 1392 ہش 28 مارچ 2013ء

ارشاد مہدی علیہ السلام

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اس کو ٹٹولنا چاہئے کہ کیا میں چھلکا ہی ہوں یا مغز؟ جب تک مغز پیدا نہ ہو ایمان، محبت، اطاعت، بیعت اعتقاد، مریدی، اسلام کا مدعی سچا مدعی نہیں ہے‘‘

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۶۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا سچ اختیار کرنا چاہیئے کیونکہ سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ : عَلَیۡکُمۡ بِالصِّدۡقِ فَاِنَّ الصِّدۡقَ یَھۡدِیۡ اِلَی الۡبِرِّ وَاِنَّ الۡبِرَّ یَھۡدِیۡ اِلَی الۡجَنَّۃِ وَمَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَصۡدُقُ وَیَتَحَرَّی الصِّدۡقَ حَتّٰی یُکۡتَبَ عِنۡدَ اللّٰہِ صِدِّیۡقًا وَاِیَّاکُمۡ وَالۡکَذِبَ فَاِنَّ الۡکَذِبَ یَھۡدِیۡ اِلَی الۡفُجُوۡرِ وَاِنَّ الۡفُجُوۡرَ یَھۡدِیۡ اِلَی النَّارِ وَمَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَکۡذِبُ وَیَتَحَرَّی الۡکَذِبَ حَتّٰی یُکۡتَبَ عِنۡدَ اللّٰہِ کَذَّابًا۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضلہ)

حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تمہیں سچ اختیار کرنا چاہیئے کیونکہ سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔ انسان سچ بولتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں صدیق لکھا جاتا ہے۔ تمہیں جھوٹ سے بچنا چاہیئے کیونکہ جھوٹ فسق و فجور کا باعث بن جاتا ہے اور فسق و فجور سیدھا آگ کی طرف لے جاتے ہیں۔ ایک شخص جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کا عادی ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں کذّاب یعنی جھوٹا لکھا جاتا ہے۔

ارشادات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

’’آنی اور عارضی طور پر ممکن ہے اس سے کسی انسان کو کچھ فائدہ حاصل ہو جائے، لیکن فی الحقیقت کذب کے اختیار کرنے سے انسان کا دل تاریک ہو جاتا ہے اور اندر ہی اندر اسے ایک دیمک لگ جاتی ہے ایک جھوٹ کے لئے پھر اسے بہت سے جھوٹ تراشنے پڑتے ہیں کیونکہ اس جھوٹ کو سچائی کا رنگ دینا ہوتا ہے۔ اسی طرح اندر ہی اندر اس کے اخلاقی اور روحانی قویٰ زائل ہو جاتے ہیں اور پھر اُسے یہاں تک جرأت اور دلیری ہو جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ پر بھی افتراء کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ کے مُرسلوں اور ماموروں کی تکذیب بھی کر دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اَظۡلَمُ ٹھہر جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوۡ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ (الانعام:۲۱)
یعنی اُس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور افترا باندھے یا اس کی آیات کی تکذیب کرے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جھوٹ بہت ہی بُری بلا ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر جھوٹ کا خطرناک نتیجہ اور کیا ہوگا کہ انسان خدا تعالیٰ کے مرسلوں اور اُس کی آیات کی تکذیب کر کے سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔ پس تمہارے لئے یہ ضروری بات ہے کہ صدق اختیار کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۴۵ ایڈیشن ۲۰۰۳)

نیز فرمایا: کسی بات کا اثر دو طرح پر قائم رہتا ہے اعتقاداً اور عملاً۔ اعتقادی طور پر سارے مسلمان کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر قائم ہیں اور عملی طور پر مثلاً سؤر نہ کھانا تمام مسلمانوں میں خواہ وہ کسی فرقہ یا ملک کے ہوں سب میں نہایت قوت کے ساتھ اُس پر عمل ہوتا ہے۔ بدی کے ارتکاب میں سے جھوٹ بولنا سب سے زیادہ آسان اور جلدی ہو سکنے والا ہے۔ کیونکہ زنا، چوری وغیرہ کے واسطے قوت، مال، ہمت دلیری چاہیئے۔ مگر جھوٹ کے واسطے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ صرف زبان ہلا دینی پڑتی ہے۔ باوجود اس کے صحابہؓ میں جھوٹ ثابت نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب میں سے کسی نے بھی جھوٹ نہیں بولا۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۵۳۵ ایڈیشن ۲۰۰۳)

اسی طرح فرمایا: ’’بدکاری فسق و فجور سب گناہ ہیں مگر یہ ضرور دیکھا جاتا ہے کہ شیطان نے جو یہ جال پھینکا ہے اس سے بجز خدا کے فضل کے کوئی نہیں بچ سکتا۔ بعض وقت یوں ہی جھوٹ بول دیتا ہے مثلاً بازی گرنے دس ہاتھ چھلانگ ماری ہو تو محض دوسروں کو خوش کرنے کیلئے یہ بیان کر دیتا ہے کہ چالیس ہاتھ کی ماری ہے۔ اس قسم کی شرارتیں شیطان نے پھیلا رکھی ہیں اس لئے چاہیئے کہ تمہاری زبانیں تمہارے قابو میں ہوں۔ ہر قسم کے لغو اور فضول باتوں سے پرہیز کرنے والی ہوں۔ جھوٹ اس قدر عام ہو رہا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ درویش، مولوی، قصہ گو، واعظ اپنے بیانات کو سجانے کیلئے خدا سے نہ ڈر کر جھوٹ بول دیتے ہیں اور اس قسم کے اور بہت سے گناہ ہیں جو ملک میں کثرت کے ساتھ پھیلے ہوئے ہیں۔ قرآن شریف نے جھوٹ کو بھی ایک نجاست اور رجس قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ‘‘ (الحج ۳۱)

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۶۵۔۲۶۶ ایڈیشن ۲۰۰۳)

122 واں جلسہ سالانہ قادیان بتاریخ 27-28 اور 29 دسمبر 2013ء

سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 122 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 27-28 اور 29 دسمبر 2013ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے خود بھی اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں اور دیگر احباب جماعت اور زیر تبلیغ دوستوں کو بھی اس جلسہ میں شامل کرنے کی پرزور تحریک کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور بابرکت ہونے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اداریہ

احمدیہ مسلم بک اسٹال کولکاتہ کتاب میلہ اور نام نہاد علماء کی ریشہ دوانیاں

(قسط دوم)

معزز قارئین ! گزشتہ قسط میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ احمدیہ مسلم جماعت کولکاتہ کی جانب سے ۳۱ویں کتاب میلہ کولکاتہ میں احمدیہ مسلم جماعت کا اسٹال لگایا گیا تھا جس میں قرآن مجید کے ۶۰ سے زائد زبانوں میں تراجم اور دیگر علم وعرفان میں ڈوبی ہوئی کتب موجود تھیں۔قرآن مجید کے تراجم مشاہدہ کرنے کے بعد عوام الناس ومعززین شہر کے تاثرات وتبصرات اور نام نہاد علماء کی مخالفت کا بھی ذکر ہو چکا ہے۔

نام نہاد تحفظ ختم نبوت کے ٹھیکیداروں اور ملی پریشد نے پورا زور لگایا کہ احمدیہ مسلم جماعت کا سٹال بند کیا جائے۔اس سلسلہ میں کولکاتہ لٹریچر سوسائٹی رائٹرس گلڈس آفس میں تحریری درخواست دی گئی اور اخبارات میں بھی کئی بیانات شائع کئے گئے۔بک سٹال بند کئے جانے پر جو دلائل دیئے گئے آیئے ان کا جائزہ لیں۔

پہلی بات یہ درج کی گئی تھی کہ:۔

’’اردو فارسی کے بہت بڑے شاعر اور فلاسفر علامہ اقبال نے 1936ء میں ایک خط کے ذریعہ پنڈت جواہر لال نہرو کو آگاہ کیا تھا کہ انگریزوں نے ان کو نبی بنا کر اس لئے پیش کیا ہے کہ انگریزی سامراجیت سے مسلمان لڑنے سے پرہیز کریں اور فرنگی استعماریت کا ساتھ دیں۔قادیانی انڈیا اور اسلام دونوں کے غدار ہیں‘‘

(بحوالہ راشٹریہ سہارا ۱۷ فروری ۲۰۱۳ صفحہ ۲ زیر عنوان سرخی قادیانیوں کے بُک اسٹال کو کتاب میلہ سے فوراً ہٹایا جائے۔ملی اتحاد اور مجلس)

قارئین ! مولوی نعمت حسین جہلمی اور عبدالعزیز اور قمرالدین جیسے ملت کے ٹھیکیداروں کی ہمیشہ یہ عادت رہی ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں فیصلہ کرنے کی بجائے ثانوی امر کی طرف زیادہ توجہ دی جائے۔کہاں تو فیصلہ یہ ہونا چاہیئے کہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مسیح موعود ومہدی معہود کا دعویٰ فرمایا اور وفات عیسیٰ علیہ السلام کا قرآن سے ثبوت پیش فرمایا ہے۔اُس کا جواب دیا جاتا یا ان دلائل پر غور وفکر کیا جاتا۔دلیل یہ بنائی جارہی ہے کہ احمدیوں کا اسٹال اس لئے بند کروایا جائے کہ علامہ اقبال نے ۱۹۳۶ میں احمدیوں کے خلاف ایک چٹھی لکھی تھی اور احمدیہ مسلم جماعت کو اسلام اور انڈیا کا غدار قرار دیا تھا۔

ہمارا سوال ہے کہ کیا علامہ اقبال کی ہر بات شریعت کا حکم ہے؟ آیا علامہ اقبال خود آپ کیلئے جج کی حیثیت رکھتے ہیں اور آپ ان کی ہر بات بلا چوں وچرا تسلیم کرتے ہیں؟ علامہ اقبال نے کس پس منظر میں یہ چٹھی لکھی ؟ اس کی تاریخی ، علمی ، مذہبی حیثیت کیا ہے؟ اس کا جواب پنڈت جواہر لال نہرو کی طرف سے کیا موصول ہوا؟ ان تمام باتوں پر پردہ ڈالتے ہوئے یہودیانہ عادت کے مطابق تحریف وکتر وبیونت سے کام لیکر گلڈس اور عوام کے سامنے اپنی جھوٹی علمیت کا ڈنکا بجارہے ہیں۔علامہ اقبال نے بہت ساری ایسی باتیں بیان کی ہیں جن کو خود عبدالعزیز اور مولوی نعمت حسین جبیں جیسے نام نہاد علماء بھی تسلیم نہیں کرتے مثلاً علامہ اقبال مسلم معاشرہ کے بگاڑ پر اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مسلم معاشرہ اس قدر بگڑ چکا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ بھی دین کو سمجھنے سے قاصر ہے (ہمیں اس رائے سے ہرگز اتفاق نہیں) بہرحال اقبال کے الفاظ سنیئے:۔

’’مجھے یقین ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ بھی دوبارہ پیدا ہو کر اس ملک میں اسلام کی تعلیم دیں تو غالباً اس ملک کے لوگ اپنی موجودہ کیفیات اور اثرات کے ہوتے ہوئے حقائق اسلامیہ کو نہ سمجھ سکیں۔‘‘

(مکاتب بنام نیاز الدین بحوالہ فکر اقبال اور تحریک احمدیہ مؤلف شیخ عبدالماجد صاحب)

اس طرح اقبال علماء کو ننگ مسلمانی خیال کرتے تھے اور علماء سے مایوس تھے۔اقبال کا مشہور شعر تو آپ حضرات کے علم میں ہوگا۔

دین کافر فکر تدبیر وجہاد ۔۔۔ دین ملا فی سبیل اللہ فساد

کیا ملت پریشد اور نام نہاد تحفظ ختم نبوت کے ٹھیکیدار یہ بتانے کی زحمت گوارا فرمائیں گے کہ ’’دین ملا فی سبیل اللہ فساد‘‘ میں جو لفظ ملا استعمال کیا گیا ہے اس سے کون سے ملاّ مراد ہیں؟ اور کیا علامہ اقبال کے اس نقطہ نظر سے متفق ہیں؟ ملت پریشد اور نام نہاد تحفظ ختم نبوت کے پاسباں جس علامہ اقبال اور ان کی ۱۹۳۶ کے لکھے چٹھی کا ذکر کر رہے ہیں وہ علامہ اقبال اُمت کے روحانی انحطاط وزوال کی صورت حال میں کیا ہی اچھا ہوتا کہ خود نمونہ پیش کر رہنمائی فرماتے مگر اقبال ، خود اسلامی سیرت کی تشکیل وتعمیر میں کتنی اہلیت کے حامل ہیں؟ اس کا جواب اقبال خود ان الفاظ میں دیتے ہیں۔

’’میں بھلا کیا کر سکتا ہوں صرف ایک بے چین اور مضطرب جان رکھتا ہوں قوت عمل مفقود ہے ہاں یہ آرزو رہتی ہے کہ کوئی قابل نوجوان ہو جو ذوق خداداد کے ساتھ قوت عمل بھی رکھتا ہو مل جائے جس کے دل میں اپنا اضطراب منتقل کردوں۔‘‘ (خط بنام اکبر الہ آبادی ۲۵/اکتوبر ۱۹۱۵ء اقبال نامہ نمبر ۲ صفحہ ۴۸)

مولوی نعمت حسین اور عبدالعزیز علامہ اقبال کی ۱۹۳۶ کی چٹھی کا ذکر کر رہے ہیں۔احمدیہ مسلم جماعت کے بک سٹال پر پابندی اور احمدیہ مسلم جماعت کو اسلام اور انڈیا کا غدار قرار دے رہے ہیں۔اپنی اس چٹھی جنوری ۱۹۳۶ میں سر اقبال نے بانیٔ جماعت احمدیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے بارہ میں پنڈت نہرو جی کو لکھا۔

The Life history of the nations shows that when the tide of life in a people begins, to ebb, decadence it self becomes a source of inspiration.(page 464)

تاریخ اقوام بتاتی ہے کہ جب کسی قوم کی زندگی میں زوال وانحطاط شروع ہو جاتا ہے تو انحطاط ہی الہام کا ماخذ بن جاتا ہے (اشارہ بانی تحریک احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے الہامات کی طرف ہے)

اسی طرح سر اقبال نے اپنے ایک شعر میں بھی تحریک احمدیہ کے بانی کے الہامات کا سرچشمہ قوم کے روحانی افلاس اور اقتدار اعلیٰ سے محرومی کو قرار دیا ہے۔

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے ۔۔۔ غارت اقوام ہے وہ صورت چنگیز

کیا نام نہاد تحفظ ختم نبوت کے ٹھیکیدار علامہ اقبال کی اس نکتہ چینی کو قبول کرتے ہیں؟ ہمارے نزدیک یہ نکتہ چینی کسی لحاظ سے بھی درست نہیں کیونکہ حضرت زکریا ، حضرت یحییٰ ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قومیں یہودی رومن حکومت کی محکوم تھیں اور روحانی لحاظ سے بھی زوال وانحطاط کا شکار تھیں۔کیا نام نہاد تحفظ ختم نبوت کے علمبردار جنوری ۱۹۳۶ میں لکھی علامہ اقبال کی اس چٹھی کے قائل ہیں؟

قارئین ! احمدیت کے حوالہ سے علامہ اقبال کی زندگی کے دو دور ہیں پہلا موافقت کا دور جو ۴۰ سالہ دور ہے۔دوسرا دور ۱۹۳۵ تا ۱۹۳۸ کا ہے۔یہ تین چار سالہ دور تنقید ومخالفت کا ہے۔پہلا دور احمدیوں سے موانست اور مداحت کا دور ہے۔اس دور میں علامہ اقبال نے معاند احمدیت مولوی سعد اللہ کی گندہ دہنی کا جواب ان الفاظ میں دیا۔

واہ سعدی ! دیکھ لی گندہ دہانی آپ کی ۔۔۔ خوب ہوگی مہتروں میں قدردانی آپ کی
بیت بازی آپ کی بیت الخلاء سے کم نہیں ۔۔۔ ہے پسند خاکر وہاں شعر خوانی آپ کی
آفتاب صدق کی گرمی سے گھبراؤ نہیں ۔۔۔ حضرت شیطاں کریں گے پاسبانی آپ کی
قوم عیسائی کے بھائی بن گئے پگڑی بدل ۔۔۔ واہ کیا اسلام پر ہے مہربانی آپ کی

(فکر اقبال اور تحریک احمدیہ صفحہ ۴۳۴)

۱۹۱۱ء میں علامہ اقبال کا یہ بیان بھی ہماری نظر سے گزرتا ہے کہ ’’پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہو رہا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔‘‘

خود علامہ اقبال کے خاندان میں احمدیت داخل ہوئی۔علامہ اقبال کے والد محترم شیخ نور محمد صاحب نے ۱۸۹۱ یا ۱۸۹۲ میں بیعت کی۔اقبال کی والدہ محترمہ امام بی بی صاحبہ بانی سلسلہ سے عقیدت رکھتی تھیں۔علامہ

باقی صفحہ 7 ر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اپریل فول ۔ ایک گندی اور گھناؤنی رسم

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دورہ جرمنی ۲۰۱۲ مورخہ ۲۷ مئی ۲۰۱۲ کو واقفات نو کی کلاس میں فرمایا:۔

یکم اپریل کو لوگ بالخصوص مغرب میں اپریل فول جیسی لغو رسم کرتے ہیں۔جس میں دھوکہ دہی ، فریب ، جھوٹ اور مذاق کا سہارا لے کر اپنے دوستوں ، رشتہ داروں ، وغیرہ کو بیوقوف بناتے ہیں۔یہ سوچے بغیر کہ یہ سراسر جھوٹ بول رہے ہیں۔چاہے وہ مذاق ہی کیوں نہ ہو۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صاف سیدھی بات کیا کرو‘‘۔

(سورۃ الاحزاب:71)

آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی علامتوں میں دجال کی بے دینی اور اس کا جھوٹا اور کذاب ہونا خصوصیت سے ظاہر فرما دیا ہے اور پھر اپنی زبانوں پر کنٹرول رکھنے کی ہدایت دی ہے۔

(اخبار بدر ۱۳ ستمبر ۲۰۱۲ صفحہ ۱۱)

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی پاک باطنی اور اللہ تعالیٰ سے تعلق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے اظہار پر مشتمل خوابوں اور واقعات کا ایمان افروز تذکرہ

مکرم عبدالمجید ڈوگر صاحب ابن حضرت ماسٹر چراغ محمد صاحب آف کھارا رضی اللہ عنہ اور مکرم ملک شفیق احمد صاحب آرکیٹیکٹ کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 11 ؍جنوری 2013ء بمطابق 11 ؍صلح 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ یکم فروری 2013 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

آج بھی میں اُس پاک گروہ کے چند افراد کی خوابوں اور واقعات کا ذکر کروں گا جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ پایا اور اُن آخرین میں شامل ہوئے جو پہلوں سے ملائے گئے۔ یہ ہر واقعہ جہاں ان صحابہ کی پاک باطنی اور اللہ تعالیٰ سے تعلق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار ہے، وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا بھی ثبوت ہے۔

پہلی روایت حضرت ڈاکٹر عبدالمجید خان صاحبؓ کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور کے وصال کے چند سال بعد مَیں نے خواب میں آپ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مکان میں دیکھا جبکہ یہ مکران بلوچستان میں تھے۔ کہتے ہیں مَیں نے دیکھا کہ سب نہایت خوش وخرم تھے۔ دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو آپ نے (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے، یہ انہی کو جانتے تھے) فرمایا کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ دوبارہ دریافت فرمایا کہ یہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ بیان کرنے والے فرماتے ہیں کہ مَیں نے اپنا سر کچھ ندامت سے نیچے کر کے پھر جو دیکھا تو تینوں حسینان غائب تھے۔ شکلِ مبارک میں رسولِ کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملتے جلتے دیکھا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ ثبوت دیا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلّ کے طور پر آئے ہیں)۔ (ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 12 صفحہ 91۔ روایات حضرت ڈاکٹر عبدالمجید خان صاحبؓ)

پھر حضرت میاں غلام حسن صاحب بھٹیؓ کی روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ مَیں فتاپور (فتح پور) تعلیم حاصل کرتا تھا، پھر دو تین سال کے بعد میرے دوست میاں لال دین آرائیں جو ایک مخلص اور نیک اور راست گو آدمی تھے، انہیں رات کو خواب میں آیا کہ مَیں (یعنی وہ، میاں لال دین صاحب) جناب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا ہوں۔ حاضر ہونے پر مَیں نے حضور کو السلام علیکم عرض کیا۔ حضور نے وعلیکم السلام فرما کر فوراً فرمایا کہ میاں لال دین! آ گئے ہو؟ تو مَیں نے عرض کیا جی ہاں آ گیا ہوں۔ حضور ایک کرسی پر رونق افروز تھے اور آپ کی دائیں طرف ایک کرسی پر ایک اور شخص بیٹھا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ میاں لال دین! تو نے اس آدمی کو پہچانا ہے؟ یہ مہدی ہے۔ اُسے پہچان لے۔ مَیں نے عرض کیا جناب مَیں نے پہچان لیا ہے۔ کہتے ہیں، میاں لال دین صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ مَیں نے جو مہدی کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُن کے چہرے سے نور کی شعائیں نکل رہی ہیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اس خواب کے دیکھنے پر اُن کی طبیعت (یعنی میاں لال دین صاحب کی طبیعت) فوراً خدا تعالیٰ کی طرف جھک گئی اور بال بچوں کو نماز کی تلقین شروع کی۔ خود مسجد میں زیادہ جاتے۔ لوگوں نے اُنہیں دیوانہ تصور کیا اور دیوانگی کا علاج کرنے لگے۔ مولوی سلطان حامد صاحب احمدی مرحوم ایک زبردست حکیم تھے۔ انہوں نے جب یہ خواب سنی تو فوراً قادیان کی طرف روانہ ہو پڑے۔ اُس وقت مہدی کی آمد کی مشہوری تھی۔ مولوی صاحب کی روانگی پر میاں لال دین نے اُن کو فرمایا کہ حضرت صاحب سے میرے لئے بھی دعا طلب فرماویں۔ جب مولوی صاحب مذکور بیعت کر کے واپس آئے (یعنی مولوی سلطان حامد صاحب) تو میاں لال دین نے اُن سے دریافت فرمایا کہ میرے لئے دعا آپ نے حضرت صاحب سے منگوائی تھی۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ بھائی میں بھول گیا ہوں۔ میاں لال دین صاحب نے فرمایا کہ اچھا آپ قادیان سے ہو آئے ہیں لیکن مَیں نہیں گیا، آپ مجھ سے قادیان کا حال دریافت فرمالیویں۔ (یعنی گو مَیں گیا تو نہیں لیکن مَیں نے خواب میں جو نظارے دیکھے ہیں، وہ سارا حال بیان کرسکتا ہوں۔) چنانچہ انہوں نے قادیان کا نقشہ خواب میں جو دیکھا تھا، خوب کھینچ دیا۔ مولوی صاحب متحیر ہو گئے۔ مولوی صاحب کی زبانی گفتگو سن کر (جو انہوں نے قادیان کے واقعات بیان کئے، یہ بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ) ہم تین آدمی یعنی منشی کرم الٰہی گرداور (گرداور محکمہ مال کا ایک پٹواری اور گرداوری عملے کا کارکن ہوتا ہے جو کھیتوں میں فصلوں کی پیمائش وغیرہ اور جو لگان لگتا ہے اُس کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔ بہر حال محکمہ مال کے ملازم کو جو گاؤں میں متعین ہوتا ہے اُس کو گرداور بھی کہتے ہیں۔ تو کہتے ہیں) منشی کرم الٰہی صاحب گرداور، میاں رمضان دین میانہ اور میں نے بیعت کے خط تحریر کر دیئے۔ (یہ وضاحت مَیں اس لئے بیان کر دیتا ہوں کہ بعض ترجمہ کرنے والے کہتے ہیں کہ ہمیں بعض باتوں کا پتہ نہیں لگتا) کہتے ہیں اس کے چند ماہ بعد میاں لال دین اور مَیں اور میاں محمد یار اور مراد باغبان (یعنی مراد نامی باغبان تھے)۔ چاروں نے مل کر قادیان جانے کا قصد کیا۔ ہم پیدل چل کر رات کو میاں چنوں کے سٹیشن پر پہنچے۔ پچھلی رات اُٹھ کر نفل پڑھے۔ پھر میاں لال دین نے رات کو خواب سنایا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ گدھے کے لے آنے کا کیا فائدہ ہے۔ (رات کو میاں لال دین نے خواب دیکھی کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ''گدھے کو لے آنے کا کیا فائدہ ہے'') تو انہوں نے اصرار کیا (میاں لال دین صاحب نے اس بات پر پھر یہ اصرار کیا کہ) بھائی ہم میں سے کون ہے جو منافقانہ ایمان رکھتا ہے۔ (یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ گدھے کو لے کے آئے ہو، اس کا مطلب ہے کہ یقینا ہم میں سے کوئی منافقانہ ایمان رکھنے والا ہے۔ فرداً فرداً انہوں نے ان چاروں میں سے ہر ایک سے پوچھا۔ تو مراد باغبان بولا (مراد نامی جو باغبان تھا، اُس نے کہا) کہ مَیں تیرے لئے آ رہا ہوں کہ تم اس جگہ ٹھہر نہ جاؤ، ورنہ مَیں بیعت تو نہیں کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ علیٰ ھذا القیاس۔ ہم گاڑی پر سوار ہو کر بٹالہ اتر کر میاں لال دین کی رہنمائی سے قادیان پہنچے۔ ہم قادیان میں بالا مسجد ٹھیک دو پہر کے وقت داخل ہوئے۔ کھانا کھانے کا وقت تھا، کپڑے وغیرہ ہم نے وہیں رکھے۔ (غالباً یہ مسجد مبارک کے اوپر کے حصہ کی بات کر رہے ہیں) کہتے ہیں کپڑے وغیرہ ہم نے وہیں رکھے۔ ایک شخص نے آواز دی کہ کھانا تیار ہے۔ سب بھائی آ جاؤ۔ ہم تقریباً اُس وقت دس بارہ آدمی تھے، اکٹھے ہو گئے۔ ایک شخص نے اُنہی میں سے ہم سے پوچھا کہ تمہارا گھر کس ضلع میں ہے۔ میاں لال دین نے جواب دیا کہ ملتان میں۔ اُس نے پھر پوچھا کہ تم کو کس طرح شوق ہوا کہ اس طرف آئے۔ میاں لال دین نے مذکورہ تمام خواب سنایا۔ اُس نے کہا کہ اب تم حضرت صاحب کو پہچان لو گے۔ تو میاں لال دین نے کہا کہ انشاء اللہ ضرور۔ چنانچہ نئے آدمی جو آتے جاتے رہے۔ وہ آدمی جو بھی ان کا میزبان تھا ان کو آزمانے کے لئے ان سے پوچھتا رہا کہ یہ ہیں مسیح موعود؟ تو میاں لال دین نے کہا کہ یہ نہیں ہیں۔ مختلف آدمیوں کے متعلق انہوں نے پوچھا کہ یہ ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں، یہ نہیں ہیں۔ کیونکہ مَیں نے خواب میں جو دیکھا وہ کچھ اور شخص تھا۔ لیکن جب حضرت صاحب نے طاقچے سے جھانک کر مسجد میں دیکھا، (جو تھوڑی سی کھڑکی تھی وہاں سے جھانک کر جب مسجد میں دیکھا) تو میاں لال دین نے فوراً کہا کہ وہ حضرت صاحب ہیں۔ وہی نور مجھے نظر آ گیا ہے جو مَیں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اُس آدمی نے کہا ٹھیک ہے، تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ (ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 12 صفحہ 92 تا 95۔ از روایات حضرت میاں غلام حسن صاحب بھٹیؓ)

حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحبؓ، بابو میراں بخش صاحبؓ (یہ دونوں صحابی ہیں، اسماعیل صاحب بھی صحابی تھے، وہ بابو میراں بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ) بابو

میراں بخش صاحب جو تین سو تیرہ کی فہرست میں شامل تھے، بیمار ہو گئے۔ اُن کے علاج کے لئے حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہاں پورا ایک ماہ علاج کرایا اور اس عرصہ میں حضرت اقدس سے ملاقات ہوتی رہی۔ (یہ بیعت سے پہلے کی بات کر رہے ہیں) کہتے ہیں تین رات خوابیں آئیں۔ آخری رات ایک ہیبتناک انسان تلوار ہاتھ میں لے کر سخت ڈراتا ہے کہ جلدی بیعت کرو۔ خیر انہوں نے صبح بیعت کر لی۔ بیعت کرنے کے بعد پھر جب اس کے علاج کے بعد وہاں سے رخصت ہوئے تو اُس کے بعد کہتے ہیں کہ پھر خط و کتابت سے ہمارا رابطہ رہا۔ (ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 12 صفحہ 178۔ از روایات حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحبؓ)

حضرت میاں سوہنے خان صاحبؓ فرماتے ہیں کہ میرے گھر میں ایک بھینس تھی۔ اُس نے بچہ دیا۔ ہمارے گاؤں میں رسم ہے کہ پہلے روز کے دودھ کی کھیر پکا کر فتح علی شاہ کے خانقاہ پر (وہاں کوئی سید شاہ تھا، اُس کی خانقاہ پر) چڑھاتے تھے، (پیروں فقیروں کو پوجنے والوں کا یہی اصول ہوتا ہے) تو کہتے ہیں میری بیوی نے بھی کھیر پکائی اور میرے والد اور چچا کو دعوت کھانے کی دی۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نہیں کھائیں گے، وہ کافر ہو گیا ہے۔ (انہوں نے یعنی میاں سوہنے خان نے بیعت کر لی تھی، وہ کافر ہو گیا ہے اس لئے اس کے گھر کے جانور کی ہم کھیر نہیں کھائیں گے) میری بیوی نے مجھے کہا کہ مَیں نے کھیر کی دعوت کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نہیں کھائیں گے، وہ کافر ہو گیا ہے۔ اس روز کہیں باہر سے ایک حکیم آیا ہوا تھا۔ وہ ہمارے چچا صاحب کا دوست تھا۔ وہ ملنے آیا۔ مَیں نے کھیر برتن میں ڈال کر اُس حکیم کے آگے رکھ دی۔ اُس نے ختم دے کر کھالی۔ (یعنی دعا پڑھ کے اُس نے کہا ٹھیک ہے۔ جو بھی ہو۔ دعا پڑھ کے اُس نے کھالی) بہر حال اُس نے (یعنی حکیم صاحب نے) مجھے پوچھا کہ تم کو کیا سکھایا ہے۔ (یعنی بیعت کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا سکھایا ہے۔) مَیں نے عرض کیا کہ پانچ گانہ نماز پڑھو (یعنی پانچ وقت نماز پڑھو) درود شریف پڑھو اور مجھے سچا مہدی مانو۔ یہ باتیں بتائی ہیں۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہ تم نے دریافت کرنا تھا کہ کس درود شریف پڑھنے سے یا کس آیتِ قرآنی پڑھنے سے زیارت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو جائے اور کس درود شریف پر آپ کا عمل ہے۔ مَیں نے اُسی روز حضرت صاحب کی خدمت میں خط لکھا۔ جو حکیم صاحب نے سوال پوچھے تھے وہ لکھ دیئے۔ کہتے ہیں مَیں چشتیانہ فرقہ کا خادم تھا، جو ذکر پاک اپناس، یعنی اللہ ہُو، اور ذکر لَا اِلٰہَ جسے چشتیہ خاندان میں ذکر سلطان الاذکار سمجھتے ہیں وہ کیا کرتا تھا۔ خیر جس قدر واقفیت تھی مَیں یہ پڑھتا تھا۔ مَیں نے اَوران ذکروں کے علاوہ بھی جتنے وظیفے مجھے پتہ تھے، وہ بھی لکھ دیئے۔ (کل وظیفے لکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیج دیئے)۔ حضرت صاحب نے اس کا جواب اس طرح دیا کہ میرا زمانہ ابتدائی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ (یعنی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا، وہ میرا زمانہ ہے) جو ذکر تم نے لکھے ہیں، یہ سب کرنے فضول ہیں، منع ہیں۔ اس زمانے میں یہ تاثیر نہیں کریں گے۔ میرے جو ذکر ہیں وہ وہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔ یعنی سورۃ فاتحہ پڑھو، الحمد شریف، درود شریف پڑھو، استغفار بہت زیادہ کرو۔ لاحول پڑھو۔ یہ فیض رساں ہوں گے، ان سے فائدہ ہو گا۔ اور فرمایا کہ میرا کُل درود شریف پر عمل ہے۔ جتنے بھی درود شریف ہیں جو حدیث شریف میں آئے ہیں اُن پر میرا عمل ہے۔ اُن سب کو مَیں ٹھیک مانتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا کہ شرط یہ ہے کہ جس وقت درود شریف پڑھو، اگر تم سمجھتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے تو محبت رسولِ مقبول کی دل میں قائم کرو۔ اور محبت بچوں کی (یعنی ہر ایک کی) چھوڑ دو۔ ہر دوسری محبت کو چھوڑ دو اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو سب سے زیادہ دل میں قائم کرو۔ کہتے ہیں مَیں نے درود ہزارہ پڑھنا شروع کر دیا۔ (اُس وقت کیونکہ غیر احمدیوں کا بھی اثر تھا) درود ہزارہ پڑھنا شروع کر دیا۔ (یہ ہزارہ درود شریف بھی ان کے ہاں ایک ہے جو تہجد کے وقت ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کے بعد پھر ان کے کچھ اپنے الفاظ ہیں۔ بہر حال اس کو یہ درود ہزارہ کہتے ہیں۔ کیونکہ نئے نئے احمدی تھے، کہتے ہیں یہ درود شریف مَیں نے پڑھنا شروع کر دیا۔ دُرود ہزارے کا مطلب ہے کہ ہزار دفعہ درود شریف تہجد کی نماز کے وقت۔ عام طور پر یہ مشہور ہے کہ اگر اُس کو پڑھا جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہو جاتا ہے۔) بہر حال کہتے ہیں مَیں نے پڑھنا شروع کیا۔ تھوڑے ہی دن گزرے، خواب اور عالمِ شہود میں مرزا صاحب تشریف لائے اور مجھ کو ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے گئے اور نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر کر دیا۔ وہاں لوگ قطاریں باندھے کھڑے تھے اور سرورِ کائنات تختِ مبارک پر بیٹھے تھے۔ مگر ہم کو پچھلی سطر میں پچھلی لائن میں جگہ ملی۔ جناب مرزا صاحب نے بآواز بلند عرض کیا کہ اے سرورِ کائنات! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہم نے سوہنے خان کی بابت اچھا انتظام کر دیا۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور جو کچھ سوہنے خان کی بابت انتظام کیا ہے، ہم نے منظور کیا ہے۔ کچہری میں حاضر رہے۔ (یعنی یہاں بیٹھے رہے۔) یہ اپنی خواب بیان کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں اور چند بزرگوں کی مَیں نے وہاں زیارت کی۔ مرزا صاحب خواب میں اجازت لے کر مجھے وہاں اُس مجلس سے واپس لے آئے، اور میرے مکان پر چھوڑ آئے۔ جو بزرگ سابقین ولی اللہ گزر چکے ہیں، حضرت میراں جی سید بھنج شریف والوں نے مجھ کو خوابِ روحانی میں بیعت کر لیا۔ فرمایا، مرزا صاحب کا ہمارا ایک ہی روپ ہے۔ وہ مہدی اور ہم بھی مہدی۔ ایک بزرگ سلطان ریاست کپورتھلہ خواب میں اُن کی ملاقات ہوئی۔ وہ بزرگ کامل تھے۔ انہوں نے فرمایا وہ مہدی ہے اور عیسیٰ ہے۔ ہمارا اُن کا ایک ہی روپ ہے۔ (یہ اپنی خوابوں کا ذکر کر رہے ہیں) پھر کہتے ہیں کہ جب کرم دین کے ساتھ مرزا صاحب کا مقدمہ تھا تو میرے نزدیک یہاں پر یعنی اُن کے علاقے میں جہاں یہ رہتے تھے۔ اُس جگہ گاؤں میں، قصبہ میں احمدی کوئی نہیں تھا۔ تمام لوگ کہتے تھے کہ مرزا صاحب اس مقدمے میں قید ہو جائیں گے۔ اُس وقت غم میں آ کر میاں حبیب الرحمن حاجی پور والے کے پاس پہنچا۔ حبیب الرحمن صاحب نے فرمایا کہ فکر مت کرو۔ درود شریف پڑھ کر دعا کرو۔ میں نے کثرت سے درود شریف اور الحمد شریف پڑھا اور دعا کرتا رہا۔ چند روز میں خواب میں ایک شخص ایک لڑکے کی لاش لے کر اور وہ لاش سات رومال میں لپٹی ہوئی تھی لے کے آیا اور میرے پاس رکھ دی۔ مَیں نے اُس کو کہا، یہ کیا ہے؟ اُس نے کہا دیکھ۔ مَیں نے اُس کے رومال اتارنے شروع کئے۔ جب چھیواں رومال اُتارا (یعنی کپڑا اُس لاش پر سے اُتارا) تو مَیں نے کہا یہ بندر کی شکل ہے جو مرزا کا مدعی ہے۔ (یعنی جس نے حضرت مرزا صاحب کے خلاف دعویٰ کیا ہوا ہے) میں وہاں یعنی کوٹھے پر بیٹھا تھا، خواب میں اُس کو نیچے گرا دیا۔ (اُس مردہ لاش کو نیچے گرا دیا۔) پھر کہتے ہیں میں نے یہ خواب لکھ کر حضرت مرزا صاحب کو بھیجا۔ حضور نے فرمایا کہ اسی طرح اس کا پردہ فاش ہو گا۔ (چنانچہ پردہ فاش بھی ہوا۔) (ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 12 صفحہ 195 تا 199۔ از روایات حضرت میاں سوہنے خان صاحبؓ)

ڈاکٹر عبد الغنی صاحب کڑکؓ انجامِ آتھم پڑھ لینے کے بعد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مَیں نے اب کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا اور نماز بھی پڑھنی شروع کر دی جس کی مجھے اس سے قبل عادت نہ تھی۔ مَیں نے اس اثنا میں ایک رؤیا دیکھی کہ مَیں ایک ایسی جگہ پر ہوں کہ میرے سامنے ایک مینار ہے اور مینار کے ساتھ ایک دروازہ ہے جو پرانے فیشن کا موقع تختوں کا (پرانے فیشن کا تختوں کا دروازہ ہے) کارکڈ (Carked) دروازہ ہے۔ (میرا خیال ہے یہ کاروڈ، Carved ہوگا) اس دروازے کو مَیں کھول کر اندر جانا چاہتا ہوں، مگر وہ کھلتا نہیں۔ مَیں نے زور سے جو اُسے دھکا دیا تو ایسا معلوم ہوا کہ مَیں دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی اندر جا پڑا ہوں مگر گرا نہیں۔ پھر مَیں دیکھتا ہوں کہ وہاں پر پارک ہی پارک ہیں۔ (بہت بڑے بڑے پارک ہیں) جہاں پر روشیں ہیں، پھولوں کے پودے لگے ہوئے ہیں۔ اُن میں سے گزرتے ہوئے میں ایسا خیال کرتا ہوں کہ گاڑی لاہور جانے کے لئے تیار ہے، مگر میرے پاس ٹکٹ نہیں ہے۔ (خواب بیان کر رہے ہیں)۔ اس اثناء میں ایک شخص جو سانولے رنگ کا ہے اور مجھے وہ ڈرائیور معلوم ہوتا ہے مجھے کہتا ہے کہ کچھ حرج نہیں اگر تمہارے پاس ٹکٹ نہیں تو ٹرین کی سلاخوں کو پکڑ لو اور لٹک جاؤ مگر دیکھنا سو نہ جانا۔ چنانچہ مَیں نے ان سلاخوں کو پکڑ لیا اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نیند سی آ رہی ہے، اُس وقت میں نے سلاخوں کو بھی پکڑا ہوا ہے اور مٹھیوں سے آنکھوں کو بھی ملتا جاتا ہوں تا کہ سو نہ جاؤں۔ اس اثناء میں میری آنکھ کھل گئی۔ (خواب میں یہ سارا نظارہ دیکھ رہے تھے) کہتے ہیں مَیں نے یہ رؤیا محمد امین صاحب سے بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ اب آپ پر سچائی کھل گئی ہے۔ بیعت کر لیں۔ (وہ احمدی تھے۔) مَیں نے کہا کہ قادیان جا کر بیعت کر لوں گا۔ انہوں نے کہا کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ ایک کارڈ جو انہوں نے اپنی جیب سے نکال کر مجھے دیا۔ (جوابی کارڈ تھا) انہوں نے کہا کہ ابھی اسے لکھ دو۔ چنانچہ مَیں نے بیعت کا خط لکھ دیا اور محمد امین صاحب اُسے پوسٹ کرنے کے لئے گئے۔ یہ 1907ء کا واقعہ ہے۔ اس کے دو یا تین دن بعد مجھے جواب ملا کہ بیعت حضرت اقدس نے منظور فرما لی ہے اور لکھا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے اور ساتھ یہ لکھا ہوا تھا کہ نماز بالالتزام پڑھا کرو اور درود شریف بھی پڑھا کرو۔ (ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 12 صفحہ 214 تا 215۔ از روایات حضرت ڈاکٹر عبد الغنی صاحب کڑکؓ)

مکرم میاں شرافت احمد صاحب اپنے والد حضرت مولوی جلال الدین صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ والد صاحب سے احمدیت سے پہلے بھی الہامات کا سلسلہ جاری تھا اور قبولِ احمدیت کے بعد یہ سلسلہ بہت ترقی کر گیا۔ احمدیت کی بدولت آپ کو رؤیت باری تعالیٰ بھی ہوئی۔ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی کافی دفعہ ہوئی۔ حضرت عمرؓ اور دوسرے بزرگوں کی زیارت وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھی۔ پھر یہ اپنے والد صاحب کے بارے میں ہی لکھتے ہیں کہ ایک دن مسجد محلہ دار الرحمت میں کسی بات میں چند دوستوں کو رؤیا سنائی جن میں سے ایک دوست تو جناب ماسٹر اللہ دتہ صاحب مرحوم گجراتی تھے۔ بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کا ایک صحابی تھا، اُس کو روزانہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری ہوتی

تھی۔ وہ صبح کو وہ کشف حضرت کے حضور پیش کرتے ، (یعنی روزانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وہ کشف یا رؤیا جو تھے وہ پیش کرتے تھے) اور حضور اُس پر اپنی قلم سے درست ہے یا ٹھیک ہے، لکھ دیتے تھے۔ والد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ یہ غلط باتیں ہیں۔ (یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ روز روز حضوری ہو رہی ہے اور روز ہی دیدار ہو رہا ہے۔ تو کہتے ہیں) قریب تھا کہ یہ وسوسہ زیادہ شدید ہو جائے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرا دامن پکڑ لیا اور مجھ کو غرق ہونے سے بچا لیا۔ (وہ کس طرح بچایا؟) کہتے ہیں رات کو مَیں بھی خواب میں اپنے آپ کو حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پاتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی وہاں پر تشریف فرما ہیں۔ حاضرینِ مجلس میں سے کسی نے سوال کیا کہ حضور! مکہ کی نسبت تو یہ آیا ہے کہ مَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا۔ کہ اس میں جو داخل ہو گیا امن میں ہو گیا۔ پھر یہ مکّہ جناب کے لئے تو جائے امن نہ بنا۔ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو امن کی جگہ نہیں بنا۔) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں جا کر پناہ لینی پڑی۔ (یہ خواب اپنی بیان کر رہے ہیں) کہتے ہیں اس کے جواب میں حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بھی تو ہے کہ مکّہ کو کوئی فتح نہیں کر سکتا۔ مَیں نے اس کو فتح بھی تو کر لیا۔ کیونکہ یہ میرے نکالے جانے کی وجہ سے میرے لئے حل ہو گیا کہ مَیں اس کو فتح کروں۔ اور بھی کچھ خواب کا حصہ بیان کیا۔ لیکن کہتے ہیں کہ مَیں کم علمی کی وجہ سے پورے طور پر اُس کو یاد نہیں رکھ سکا، بھول گیا ہوں۔ پھر کہتے ہیں اُس کے بعد والد صاحب نے کہا کہ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اس خواب کے بعد تہجد کا وقت تھا۔ تہجد ادا کی اور مسجد میں چلا گیا۔ صبح کو وہی دوست پھر تشریف لائے اور انہوں نے رات کی سرگذشت کاپی پر لکھی ہوئی حضور کے سامنے رکھ دی۔ حضور نے پھر اس پر اپنی قلم سے تصدیق فرما دی۔ مَیں نے وہ پڑھا تو وہی خواب جو کہ مَیں عرض کر چکا ہوں یعنی وہی سوال اور وہی جواب ہے جو مَیں نے عرض کیا ہے۔ (یعنی ان کو بھی جو خواب آئی تھی، وہی اُس دوست نے بھی سنائی۔) اس طرح کہتے ہیں خدا تعالیٰ نے اُس وقت میری دستگیری فرمائی اور مجھے ہلاکت سے بچا لیا کہ یہ خوابیں جو بیان کرتے ہیں وہ سچی خوابیں ہیں۔ (ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 12 صفحہ 272 تا 274۔ از روایات حضرت مولوی جلال الدین صاحبؓ)

اس طرح حضرت مولوی فضل الٰہی صاحبؓ (1892ء کی ان کی بیعت ہے) بیان کرتے ہیں کہ بندہ کو امرتسر جناب قاضی سید امیر حسین صاحب مرحوم کے پاس آنے سے احمدیت کا علم ہوا۔ بندہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے لئے ماہِ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کے ایام میں بہت دعا استخارہ کی اور دعا میں یہ درخواست تھی کہ مولیٰ کریم! مجھے اطلاع فرما کہ جس حالت میں اب ہوں یہ درست ہے یا جو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ ہے وہ درست ہے؟ اس پر مجھے دکھلایا گیا کہ مَیں نماز پڑھ رہا ہوں لیکن رُخ قبلہ کی طرف نہیں ہے اور سورج کی روشنی بوجہ کسوف کے بہت کم ہے۔ جس سے تفہیم ہوئی کہ تمہاری موجودہ حالت کا نقشہ ہے۔ دوسرے روز نماز عشاء کے بعد پھر رو رو کر بہت دعا کی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خواب میں فرمایا کہ اصل دعا کا وقت جوف اللّیل کے بعد کا ہوتا ہے۔ (یعنی آدھی رات کے بعد کا ہوتا ہے۔) جس طرح بچے کے رونے پر والدہ کے پستان میں دودھ آ جاتا ہے، اسی طرح پچھلی رات گریہ وزاری خدا کے حضور کرنے سے خدا کا رحم قریب آ جاتا ہے۔ اس کے بعد بندے نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی اختیار کر لی۔ کہتے ہیں اُس کے بعد حضور کی پاک صحبت کی برکت سے یہ فائدہ ہوا کہ ایک روز نماز تہجد کے بعد خاکسار سجدہ میں دعائیں کر رہا تھا کہ غنودگی کی حالت ہو گی جو ایک کشفی رنگ تھا، ایک پاکیزہ شکل فرشتہ میرے پاس آیا جس کے ہاتھ میں ایک خوبصورت سفید کوزہ پانی کا بھرا ہوا تھا اور ایک ہاتھ میں ایک خوبصورت چُھری تھی۔ مجھے کہنے لگا کہ تمہاری اندرونی صفائی کے لئے میں آیا ہوں۔ اس پر مَیں نے کہا بہت اچھا۔ آپ جس طرح چاہیں صفائی کریں۔ چنانچہ اُس نے پہلے چھری سے میرے سینے کو چاک کیا اور اس کوزہ کے مصفّٰی پانی سے خوب صاف کیا لیکن مجھے کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی اور نہ ہی خوف کی حالت پیدا ہوئی۔ جب وہ چلے گئے تو میں نے خیال کیا کہ اب میں نے صبح کی نماز ادا کرنی ہے اور یہ تمام بدن چرا ہوا ہے۔ نماز کس طرح ادا کر سکوں گا۔ اس لئے ہاتھ پاؤں کو ہلانا شروع کیا تو کوئی تکلیف نہ معلوم ہوئی اور حالتِ بیداری پیدا ہو گئی۔ اس کے بعد نماز فجر ادا کی۔ (ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 12 صفحہ 322 تا 323۔ از روایات حضرت مولوی فضل الٰہی صاحبؓ)

حضرت میاں جان محمد صاحب بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے خدا کے فضل سے بچپن میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت نہیں کی۔ باوجود باتیں سننے کے کبھی مخالفت نہیں کی، کیونکہ جس وقت میری عمر قریباً پندرہ سولہ سال کی تھی کہ میں اپنے والد صاحب مرحوم کے ہمراہ ملتان چھاؤنی آیا تھا۔ کیونکہ میرے والد صاحب مرحوم ایک سیٹھ کے پاس منشی مقرر تھے اور میں اُس وقت بیرک مالستری میں چار آنے یومیہ پر مزدوری لیتا تھا۔ (یعنی کوئی مالستری چھاؤنی ہو گی، شاید بیرکس کا ذکر کر رہے ہیں مزدوری پر کام کرتا تھا)۔ اتفاقاً ملتان میں عید رمضان آ گئی۔ چنانچہ روزے رمضان شریف کے بھی رکھے اور عید الفطر پڑھ کر اور سیر وغیرہ کر کے عصر کے بعد مجھے نیند آ گئی اور میں چارپائی پر سو گیا۔ چونکہ گرمی کے دن تھے۔ مَیں عصر کا سویا ہوا صبح تک سویا رہا۔ چنانچہ سحری کے وقت مجھے خواب آیا۔ وہ خواب یہ ہے کہ میں عید کے دن اپنے قصبہ ہیلاں میں گیا ہوں اور ہم سب مل کر بمع والد صاحب عیدگاہ میں نماز پڑھنے کے لئے جا رہے ہیں۔ مگر ہمارے گاؤں کی عیدگاہ گاؤں سے مغرب کی طرف ہے اور خواب میں جو مجھے عیدگاہ کا نظارہ دکھایا گیا وہ مشرق کی طرف تھا۔ کہتے ہیں چنانچہ ہم سب مشرق کی طرف روانہ ہوئے اور نماز پڑھ کر جب واپس گھر آ رہے تھے تو راستے میں ایک ریت کا ٹیلہ تھا جس پر ایک چورس پتھر جو بہت خوبصورت تھا، میں اس پر بیٹھ گیا اور مَیں نے چاہا کہ اس کو ایک طرف ہٹاؤں لیکن وہ چونکہ وزنی تھا، پہلی دفعہ وہ مجھ سے ہٹ نہ سکا۔ پھر اللہ کا نام لے کر اور بسم اللہ پڑھ کر جب میں نے زور لگایا تو وہ پتھر ایک طرف ہو گیا۔ نیچے اس کے ایک دروازہ نکل آیا جو بند تھا۔ میں نے دروازہ کھولا، آگے ایک ڈیوڑھی نظر آئی۔ چنانچہ میں ڈیوڑھی میں داخل ہوا۔ آگے کیا دیکھتا ہوں کہ تین چار پاپوش (جوتیاں ہیں) جو بہت عمدہ اور خوبصورت ہیں۔ میں نے بھی اپنی جوتی وہاں اُتار دی۔ میری جوتی جوئی تھی اُن کے ساتھ مل گئی۔ پھر میں اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بارہ دری بہت خوبصورت بنی ہوئی ہے اور دولڑکے نہایت خوبصورت قرآنِ مجید کی تلاوت کر رہے ہیں۔ جب میں اُن کے پاس گیا تو ان بزرگوں نے میرا نام بلا کر کہا کہ ہم تمہاری بہت انتظار کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں بھی آنے کو تیار تھا لیکن کام کی وجہ سے فرصت نہیں مل سکی۔ اب فرصت ملی ہے، اب حاضر خدمت ہو گیا ہوں۔ پھر میں دوسرے کمرے کی طرف ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ سبز لباس پہنے کرسی پر بیٹھے ہیں اور سامنے میز پر ایک ریل پر حمائل شریف رکھ کر تلاوت کر رہے ہیں۔ اور اُن کا لباس سبز ہے۔ جب میں اُن کے سامنے ہوا تو انہوں نے میرا نام بلا کر کہا کہ ہم تمہارا بہت انتظار کر رہے ہیں۔ اس بزرگ نے مجھے پیار سے اپنی بغل میں لے لیا اور پوچھنے لگے کہ تم نے قرآنِ مجید پڑھا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی کہ میں نے سبقاً سات سپارے پڑھے ہوئے ہیں۔ باقی ویسے ہی خود بخود میں پڑھ لیتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے قرآنِ مجید کھولا اور مجھ کو کہنے لگے کہ سناؤ۔ اب جب قرآنِ مجید کھولا گیا تو پہلی آیت جو میری نظر میں آئی، وہ تِلْکَ الرُّسُلُ تھی اور ان بزرگ کی زبان پر بھی تِلْکَ الرُّسُلُ ہی تھا۔ یعنی یہ وہ رسول ہیں۔ اتنے میں وہ بزرگ کہنے لگے کہ اب مَیں جاتا ہوں۔ چنانچہ وہ میری آنکھوں سے غائب ہو گئے اور میں حیران ہو گیا کہ خدا جانے یہ کون بزرگ تھے۔ پھر مجھے غیب سے یہ معلوم ہوا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ یہ بزرگ خضر علیہ السلام ہیں اور لڑکے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ ہیں۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ مگر میں پھر دو تین دن اس خواب کے باعث پریشان ہی رہا۔ جس کے آگے بات کی، کسی نے جواب نہ دیا۔ (جسے پوچھتا تھا کوئی جواب نہیں دیتا تھا۔) اس کے بعد یعنی سات آٹھ سال کے بعد جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی تب وہ میری خواب پوری ہوئی اور وہ بزرگ جو خضر علیہ السلام کی شکل میں خواب میں مجھے نظر آئے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی تھے۔ الحمد للہ کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ واقعی حضور اس زمانے کے نبی ہی تھے۔ (ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 6 صفحہ 13 تا 15۔ از روایات حضرت میاں جان محمد صاحبؓ)

حضرت مستری دین محمد صاحب فرماتے ہیں کہ شام کو میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ جن لوگوں نے پہلے بیعت کر لی، اُن کے نام رجسٹر پر درج ہیں۔ میرا نام نہیں۔ رات کو مجھے خواب آئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیٹھے ہیں۔ ہاتھ میں قلم ہے۔ دائیں ران پر رجسٹر ہے اور حضور نے دریافت کیا کہ آپ کا کیا نام اور پیشہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مستری دین محمد، پیشہ لوہار۔ کہتے ہیں ظہر کے وقت میں نے حضور کو یہ

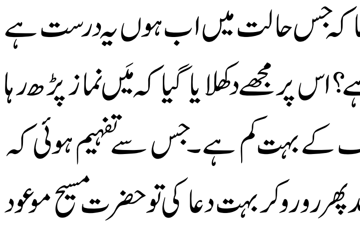
M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

گردھاری لال، ملکھی رام سیالکوٹ والے کی پرانی دُوکان
لوتھرا جیولرز قادیان
Kewal krishan & Karan Luthra
Shivala Chowk, Main Bazar , Qadian
Ph.9888 594 111, 8054 893 264
E-mail: luthrajewellers@live.com

خواب سنائی۔ حضور نے فرمایا کہ آپ کا نام لکھا گیا ہے۔ اُس وقت کہتے ہیں مولوی عبدالکریم صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت خلیفہ اول بھی تشریف رکھتے تھے۔ مولوی محمد علی بھی تھے۔ پھر مولوی محمد علی صاحب نے عرض کیا کہ میرا نام بھی کہیں نہیں لکھا ہوا۔ جس پر حضور نے کچھ جواب نہ دیا۔ (ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 6 صفحہ 56۔ از روایات حضرت مستری دین محمد صاحبؓ)

حضرت امیر خان صاحب فرماتے ہیں کہ 1904ء میں مجھے خواب کے اندر ایک کھیت دکھلایا گیا جس کے گرداگرد بالشت بالشت بھر فاصلے پر موٹے موٹے مضبوط درختوں کی باڑ تھی۔ صرف کھیت کے اندر جانے کے لئے ایک ہی راستہ تھا اور اسی کھیت میں نہایت ہی سبز لہلہاتی ہوئی گندم کی کھیتی تھی۔ کھیت سے باہر ایک بیل تھا جو درختوں کے بیچوں بیچ سے اس سبزے کو دیکھ کر اس کے حصول کے لئے (یعنی کھانے کے لئے بیل) وہاں کھڑا تھا۔ اس سبزے کو کھانے کے لئے درختوں کے درمیان سے، جو درمیانی فاصلہ ہوتا ہے اس سے اپنا منہ ڈال کے اُس فصل کو کھانے کی کوشش کرتا تھا مگر ہر سوراخ سے ناکامیاب رہتا تھا اور اندر جانے کا جو دروازہ تھا اُس میں وہ داخل نہیں ہوتا تھا۔ کہتے ہیں خواب میں یہ نظارہ دیکھ کر تفہیم ہوئی کہ دیکھو جس طرح یہ بیل بغیر دروازہ تلاش کئے اپنی مراد کو حاصل نہیں کرسکتا۔ اسی طرح خدا کے ملنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بمنزلہ دروازے کے ہیں۔ جب تک کوئی بشر اس دروازے سے داخل نہیں ہوگا وہ خدا کو نہیں پاسکے گا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اس زمانے کا امام اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقرر فرمایا تھا۔ (ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 6 صفحہ 129 تا 130۔ از روایات حضرت امیر خان صاحبؓ)

حضرت امیر خان صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے خواب میں شیخ حامد علی صاحب خادم مہمان خانہ کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے خادم تھے دیکھا کہ آپ عرب کی سوکھی ہوئی کھجوریں مہمانوں میں تقسیم کرنے کے لئے ایک مجمع میں رکھ کر کھڑے ہیں جو سفید کپڑوں سے ڈھانپی ہوئی ہیں۔ اور جب آپ تقسیم کرنے لگے تو کھجوریں گلگلے کے برابر موٹی، خوش رنگ، تروتازہ، رس بھری ہیں جن کو آپ تقسیم کئے جاتے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہ عرب کی سوکھی ہوئی کھجوریں ہیں جو تروتازہ کر کے آپ لوگوں کو دی جاتی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے احیائے نو کیا ہے۔ (ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 6 صفحہ 130۔ از روایات حضرت امیر خان صاحبؓ)

حضرت امیر خان صاحب فرماتے ہیں کہ 19/جنوری 1911 کو میں نے خواب میں ایک سکھ لڑکے کو دیکھا جس کو جن چمٹا ہوا تھا، جس کو لوگ منتروں کے ذریعہ نکال رہے تھے۔ (جنّ کو نکالنے کے لئے جس طرح جنتر منتر کرتے ہیں) اور جلتی ہوئی آگ اس کے نزدیک کر کے اس جنّ کو ڈرا رہے تھے کہ وہ اس ڈر سے نکل جائے۔ مگر وہ نہیں نکلتا تھا۔ اس پر خواب کے اندر مجھے اس کا علاج سمجھایا گیا کہ ایک سفید کاغذ لے کر اس پر جنّ کی شکل بناؤ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر قلم کے ذریعہ جنّ کی شکل پر لکیریں کھینچ کر جن کی شکل کو کاٹ دو۔ اس لئے بار بار قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر شکل قلم زن کرنے سے جنّ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ چنانچہ مَیں نے خواب کے اندر اس طریق سے عمل کیا جس سے جنّ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور لڑکا تندرست ہو گیا۔ جس کا نام عطاء اللہ رکھا گیا۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو حضرت اقدسؑ کا یہ شعر زبان پر جاری تھا۔

کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز   اگر لُولُوئے عمّاں ہے وگر لعل بدخشاں ہے

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 6 صفحہ 141 تا 142۔ از روایات حضرت امیر خان صاحبؓ)

تو یہ چند روایتیں تھیں جو میں نے سنائیں۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کے درجات بلند فرمائے اور ایمان کی پختگی ان کی نسلوں میں بھی قائم رہے۔

اس وقت نمازوں کے بعد مَیں دو جنازے غائب پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ مکرم عبدالمجید ڈوگر صاحب صاحب کا ہے۔ یہ ربوہ میں لمبا عرصہ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے زندگی تقریباً وہیں گزاری۔ یا شاید کاروباری معاملات میں باہر جاتے ہوں۔ لیکن فی الحال کچھ سالوں سے وہ سویڈن میں تھے۔ ان کی 23/ دسمبر کو 82 سال کی عمر میں وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مکرم عبدالمجید ڈوگر صاحب حضرت ماسٹر چراغ محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف کھارا کے بیٹے تھے اور حضرت امیر بخش صاحب کے پوتے تھے۔ دونوں، ان کے والد بھی اور ان کے دادا بھی صحابی تھے۔ ان کے بھائیوں میں، بیٹوں میں فی الحال لگتا ہے کوئی اختلاف ہے، لیکن بہرحال جہاں تک میری یادداشت ہے، جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میرے والد صاحب نے مجھے بتایا تھا اور اب اس پر تصدیق خود ان کے بیٹے بھی کر رہے ہیں کہ ماسٹر چراغ محمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو بھی پڑھایا ہوا ہے۔ میرے والد اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث تقریباً ہم عمر ہی تھے، ڈیڑھ سال کا فرق تھا۔ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ وہ بھی ان سے پڑھے ہوئے ہیں۔ تو اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو بھی بعض لوگ کہتے ہیں پڑھایا ہے۔ بہرحال یہ قادیان کے قریب ہی کھارا تھا، اُس علاقے کے تھے، اُن کے یہ بیٹے ہیں، عبدالمجید ڈوگر صاحب۔ ڈوگر صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ خلافت سے بڑا وفا کا اور عشق کا تعلق تھا۔ ہمیشہ خلافت کا ذکر ہوتا تو بتانے والے بتاتے ہیں کہ آبدیدہ ہو جایا کرتے تھے۔ مربیانِ کرام اور واقفینِ زندگی کے ساتھ بھی پیار اور بڑے احترام کے ساتھ پیش آتے تھے۔ بلکہ میرے سے جو اِن کا تعلق تھا میں نے بھی دیکھا ہے کہ ان کی آنکھوں میں سے ہر وقت ایک محبت اور پیار چھلک رہا ہوتا تھا۔ بہت سادہ اور منکسر المزاج، مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، دعا گو، غریب پرور، نیک با اخلاق و باوفا انسان تھے۔ تبلیغ کا بھی بڑا شوق تھا اور تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے اور یہی ایک تقویٰ پر چلنے والے کی نشانی ہے۔ تبلیغ کے ضمن میں امیر صاحب بیان کرتے ہیں اور ان کے مربی صاحب نے بھی لکھا کہ سویڈن کے بادشاہ اور امریکہ کے صدر اوباما اور پوپ کو بھی انہوں نے خطوط لکھے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' بھی بھجوائی تھی۔ بیماری کی وجہ سے جب ہسپتال داخل تھے تو اُس موقع پر سب ڈاکٹروں کو بھی 'اسلامی اصول کی فلاسفی' پیش کرتے تھے۔ اور جب کسی کو لٹریچر دیتے تو اس سے وعدہ لیتے کہ ضرور پڑھیں گے۔ 2005ء میں جب میں نے وصیت کی تحریک کی ہے اور پھر جب سویڈن گیا ہوں تو اُس وقت تک انہوں نے وصیت نہیں کی ہوئی تھی۔ میرے کہنے پر کہ وصیت کریں اور سب ڈوگر ماشاء اللہ ان کے بھائی بھی اور اولادیں بھی صاحبِ حیثیت ہیں، تو سارے خاندان کو وصیت کرنی چاہئے۔ بہرحال مجھے تو یاد نہیں لیکن ان کے بھائیوں بیٹوں نے یاد کرایا کہ آپ نے یہ کہا تھا کہ ڈوگروں کو مَیں نہیں چھوڑوں گا، ان سب کو وصیت کروانی ہے۔ تو بہرحال اس پر انہوں نے سارے خاندان کو اکٹھا کیا اور وصیت کی اور پھر کہا کرتے تھے کہ مجھ پر اور میری اولاد پر بڑا احسان کیا ہے جو ہم سے وصیت کروائی۔ آغا یحیٰ صاحب جو سویڈن کے مبلغ ہیں وہ کہتے ہیں۔ بیشمار خوبیوں کے مالک تھے، ان کے کردار اور گفتار سے معلوم ہوتا تھا کہ یقیناً یہ ایک صحابی کی اولاد ہیں۔ تبلیغ کی تو جیسے دھن لگی ہوتی تھی، خلافت سے بڑا تعلق تھا۔ اور مَیں نے بروشرز تقسیم کرنے کی جب تحریک کی ہے تو ہر وقت بروشرز اپنے پاس رکھتے تھے تاکہ تقسیم کرتے رہیں۔ اور وقت ضائع نہیں کرتے تھے، مشن ہاؤس میں لائبریری میں آتے تھے اور بیٹھ کے کتابیں پڑھتے تھے۔ مربی صاحب کہتے ہیں کہ کئی دفعہ مَیں نے کہا کہ چائے پی لیں تو انہوں نے کہا کہ مَیں تو اب ریٹائرڈ آدمی ہوں، وقت گزار رہا ہوں، آپ کا وقت کیوں ضائع کروں۔ آپ کا وقت قیمتی ہے، مبلغین کا وقت بہت قیمتی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو بھی ہمیشہ وفا کے ساتھ اپنے عہدِ بیعت کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور مرحوم کے درجات بلند فرمائے، مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم ملک شفیق احمد صاحب آرکیٹیکٹ کا ہے جن کی 6/جنوری کو ورجینیا نیوجرسی میں وفات ہوئی۔ یہ اللہ کے فضل سے ٹھیک ٹھاک تھے۔ وہاں کسی کی شادی پر گئے ہوئے تھے تو شادی پر اپنے بیٹے کو کہا کہ کافی وقت ہے، پہلے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ وضو کر کے باہر آئے ہیں۔ وہیں ان کو دل کا دورہ پڑا ہے۔ ان کا بیٹا ابھی واش روم میں ہی تھا۔ بہرحال ایک احمدی باہر بیٹھے تھے، اُن کو کہا کہ میری طبیعت خراب ہو رہی ہے، وہ جب اُٹھانے کے لئے بڑھے تو یہ نیچے گر گئے۔ وہاں ایک ڈاکٹر بھی تھے۔ ڈاکٹر نے آکر ان کو دیکھا، وہ کارڈیالوجسٹ تھے، اُن کو خیال ہوا کہ ہارٹ اٹیک ہے۔ بہرحال ایمبولینس بھی آگئی لیکن جب

نونیت جیولرز NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

نیو اشوک جیولرز قادیان
New Ashok Jewellers
Main Bazar, Qadian Dt. Gurdaspur, Punjab
9815156533, 8054650500, 01872-221731
E-mail: newashokjewellers007@gmail.com

ہسپتال پہنچے تو اُس سے پہلے ہی ان کی وفات ہو چکی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کا خاندان نوشہرہ ککّے زئیاں، پسرور، سیالکوٹ سے تعلق رکھتا تھا، اور ان کے دادا ملک میر محمد صاحب نے 1924ء میں بیعت کی تھی۔ اللہ کے فضل سے اس کے بعد سے یہ سارا احمدیت میں اچھا مخلص خاندان ہے۔ انہوں نے 1968ء میں انجنیئر نگ کی۔ وہاں سے انجنیئر نگ کی ڈگری لینے کے بعد منسٹری آف ڈیفنس میں بھی کام کیا۔ پھر چار پانچ سال لیبیا میں ملازمت کی۔ پھر لاہور میں ایل ڈی اے میں کام کرتے رہے۔ اور وہاں سے ریٹائر ہونے کے بعد پھر یہ امریکہ چلے گئے۔ لیکن اس عرصے میں بھی انہوں نے جماعتی طور پر بھی کافی خدمات کی ہیں۔ جب خلافتِ رابعہ میں ادارہ تعمیرات کا قیام ہوا تو وہاں بھی آپ کو خدمت کی توفیق ملی۔ دارالضیافت کی توسیع، لجنہ ہال کی تعمیر، مسجد مبارک کی توسیع، دارالقضاء کی بلڈنگ اور اسی طرح بیوت الحمد سوسائٹی وغیرہ میں انہوں نے کافی کردار ادا کیا ہے۔ مسجد بیت الفتوح کے (نقشہ میں) حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 2001ء میں جو کچھ تبدیلیاں کی تھیں، اُس وقت بھی ان کو یہاں بلایا تھا اور مشورے لئے تھے اور یہ اس مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں بھی یہاں کافی دیر رہے ہیں۔ آج کل برازیل مشن ہاؤس اور گوئٹے مالا مسجد اور ٹرینیڈاڈ مشن و مسجد کے پراجیکٹس پر کام کر رہے تھے اور بڑی وقف کی روح کے ساتھ کام کر رہے تھے۔ گو یہ وقف تو نہیں تھے لیکن ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے مکمل طور پر اپنے آپ کو جماعتی کاموں کے لئے سپرد کیا ہوا تھا۔ مسجد نور ماڈل ٹاؤن کی توسیع کے کام بھی ان کی نگرانی میں ہوئے جس میں 2010ء میں فائرنگ ہوئی تھی۔ یہ غریب پرور اور بہادر اور جماعتی کاموں پر فوری لبّیک کہنے والے تھے۔ ان کے بارے میں ان کی اہلیہ لکھتی ہیں کہ جماعت اور خلفاء کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کرتے تھے اور اس کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ ان کے دن کا آغاز تہجد اور قرآن کی تلاوت سے ہوتا تھا اور اس میں بڑی لذت محسوس کرتے تھے۔ اکثر رات کو جماعت کی کسی نہ کسی کتاب کا مطالعہ کر کے سوتے تھے۔ اور ان کی اہلیہ نے تو بہت ساری اور باتیں بھی لکھی ہیں۔ شیخ حارث صاحب جو ہمارے واقفِ زندگی ہیں اور ربوہ میں، احمدیہ انجنیئر ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ انہوں نے بھی ان کے بارے میں یہی لکھا کہ بڑی وفا کے ساتھ یہ کام کرتے رہے اور مَیں نے بھی ربوہ میں ان سے کچھ کام کروائے ہیں۔ جب بلاؤ آ جایا کرتے تھے۔ حالانکہ اُس وقت ان کی سرکاری ملازمت تھی۔ اور انہوں نے بڑی محنت سے، توجہ سے ہر کام کیا ہے۔ اسی طرح برازیل کے مبلغ جو ہیں اُن کے ساتھ آجکل یہ کام کر رہے تھے، انہوں نے بھی لکھا ہے کہ حیرت انگیز طور پر محنت اور وفا سے کام کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بھی درجات بلند فرمائے اور ان کی نسل کو بھی خلافت سے، جماعت سے وابستہ رکھے۔ ❁❁❁

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ ۱۶

والے ہوں گے۔ قال اخسئوا فیھا ولا تکلمون۔

وہ کہے گا، اسی میں تم واپس لوٹ جاؤ، وہیں رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔ انہ کان فریق من عبادی یقولون ربنا اٰمنا فاغفرلنا وارحمنا وانت خیر الرحمین۔

یقیناً میرے بندوں میں سے ایک ایسا فریق بھی تھا جو کہا کرتا تھا اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

فاتخذتموھم سخریا حتی انسوکم ذکری و کنتم منھم تضحکون۔

پس تم نے اُنہیں تمسخر کا نشانہ بنا لیا، یہاں تک کہ اُنہوں نے تمہیں میری یاد سے غافل کر دیا۔ اور تم اُن سے ٹھٹھہ کرتے رہے۔ انی جزیتھم الیوم بما صبروا انھم ھم الفائزون۔

یقیناً آج میں نے اُن کو اُس کی جو وہ صبر کیا کرتے تھے، یہ جزا دی ہے کہ یقیناً وہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔ پس یہ ہے انجام دشمنی کرنے والوں کا، زندگی کے فیشن سے دور جا پڑنے والوں کا،

پس یہ ہے ان آیات کی رو سے مؤمن اور غیر مؤمن کا فرق۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُن لوگوں میں شامل فرمائے جو اُس کا رحم اور بخشش حاصل کرنے والے ہیں۔ ہماری ہر قسم کی کوتاہیوں اور کمیوں کی پردہ پوشی فرمائے اور استقلال کے ساتھ دعاؤں کی طرف ہماری توجہ رہے۔ اور فائزوں میں ہمارا شمار ہو۔ ❁❁

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

بقیہ: اداریہ از صفحہ ۲

اقبال کے بڑے بھائی شیخ محمد صاحب آخری دم تک سلسلہ عالیہ احمدیہ سے وابستہ رہے۔ علامہ اقبال کے محبوب بھتیجے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کی برکت اور اعجاز سے ۱۸۸۹ میں پیدا ہوئے۔ علامہ اقبال نے نومولود کا نام ''اعجاز احمد'' رکھا یعنی حضرت احمد قادیانیؑ کی دعاؤں کا اعجاز۔

یہ وہ دور تھا جس کے متعلق خود اقبالیات کے ماہرین کو اقرار ہے کہ علامہ کٹر مرزائی یا مرزا صاحب کے مخلص تھے چنانچہ پروفیسر یوسف سلیم چشتی (شارح کلام اقبال) کی تحقیق ہے کہ

''اقبال ۱۹۱۱ء تک کٹر مرزائی اور مرزا صاحب کے مخلص متبع تھے۔۔۔۔۔ ۱۹۳۵ء میں اقبال نے احمدیت سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ (شرح جاوید نامہ ص ۲۲۸)

ممتاز مورخ، صحافی اور دانشور جناب زاہد چودھری کی تحقیق:

اقبال نے احمدیوں سے چالیس سال کی مواخات کے بعد ختم نبوت کے مسئلہ کو ''زندگی اور موت'' کا مسئلہ کب اور کیوں بنایا؟ جناب زاہد چودھری صاحب وضاحت کرتے ہیں۔ ''گول میز کانفرنسوں میں وزیر ہند چودھری ظفر اللہ خان کی کارکردگی سے اس قدر متاثر ہو چکا تھا کہ اس نے ظفر اللہ خان کو۔۔۔ حسین کی جگہ وائسرائے کی کونسل میں مستقل رکنیت کی پیش کش کر دی اور علامہ اقبال نے اس مضمون میں یہ مطالبہ کر دیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اس کا مطلب یہی نکل سکتا تھا کہ ظفر اللہ خان، مسلمانوں کا نمائندہ نہیں ہے۔ (بحوالہ پاکستان کی سیاسی تاریخ جلد نمبر ۵ صفحہ ۲۷۲ از جناب زاہد چودھری)

واضح رہے کہ اس بلند پایہ منصب کے لئے اخبارات میں اقبال اور ظفر اللہ خاں دونوں کا نام لیا جا رہا تھا۔ اقبال کے غالی معتقد جناب محمد شفیع (م۔ش) کے بقول وائسرائے ہند نے اقبال کو ان کے تقرر کی طرف اشارہ بھی کر دیا تھا۔ مگر وزیر ہند انگلستان نے ظفر اللہ خاں کا تقرر کر دیا۔ مئی ۱۹۳۵ء میں ظفر اللہ خان نے چارج لیا اور مئی ۱۹۳۵ء میں ہی اقبال نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینا شروع کر دیا۔

(تفصیل کیلئے دیکھیں ''اقبال اور احمدیت'' صفحہ ۳۷۷)

ممتاز صحافی علامہ اقبال کے غالی معتقد جناب محمد شفیع (م۔ش) لکھتے ہیں کہ وائسرائے ہند لارڈ ولنگٹن نے ایک ملاقات میں علامہ اقبال کو اشارہ بھی کر دیا تھا کہ اس منصب پر آپ کا تقرر کر دیا جائے گا۔

(مظلوم اقبال ص ۲۰۷)

احمدیوں کی اس رنگ میں مخالفت بھی سیاسی و ذاتی وجوہ سے ہی تھی ورنہ مذہب کے معاملہ میں علامہ کافی لبرل تھے۔ خلیفہ عبدالحکیم ''اقبال اور ملا'' میں لکھتے ہیں کہ اقبال غیر مسلم موحد کو بھی کافر نہیں سمجھتے تھے۔ اقبال نے ایک بیرسٹر کو جس نے اسلام قبول کر لیا تھا مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنی ہندو بیوی کو بھی کسی ملا کے کہنے پر الگ نہ کرے وہ بیوی تمہارے لئے بالکل جائز اور حلال ہے۔''

(بحوالہ پاکستان کی سیاسی تاریخ جلد نمبر ۵ ص ۲۵۴ از زاہد چودھری)

معزز قارئین! نام نہاد تحفظ ختم نبوت اور ملی پریشد کی علامہ اقبال کی ۱۹۳۶ کو لکھی چٹھی کی حقیقت اور علامہ کی مخالفت کی وجہ آپ جان چکے ہیں۔ لہٰذا ملی پریشد کا الزام سراسر جھوٹا اور حقائق پر پردہ ڈالنے والا ہے۔ جہاں تک یہ سوال کہ احمدیت انڈیا کی غدار ہے۔ اس ضمن میں ہم کچھ نہ کہتے ہوئے عزت ماب جناب وزیر اعظم ہندوستان سردار من موہن سنگھ جی کے احمدیہ مسلم جماعت کے بارہ میں تاثرات کو پیش کرتے ہیں۔ اور فیصلہ باضمیر قارئین پر چھوڑتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

''یہ جماعت احمدیہ، تعلیم اور صحت کے میدان میں انسانی خدمات پر اپنی ساری طاقت صرف کرنے کے لحاظ سے معروف ہے۔ اسلام کی عظیم اور عمدہ روایات سے متصف یہ جماعت تعمیری کاموں کے لحاظ سے معروف ہے اور اتحاد اور اتفاق جیسی اعلیٰ اقدار پر قائم ہے اور اس جماعت نے دوسروں کو بھی ان اقدار پر قائم کیا ہے۔ ۱۷۸ (اب ۲۰۲ ممالک۔ ناقل) ممالک میں پھیلی یہ جماعت انسانیت کے اتحاد کیلئے ایک عظیم طاقت ہے۔ جو اتحاد اور اتفاق اور افہام و تفہیم کی فضا کو دنیا میں پھیلا رہی ہے'' (بحوالہ اخبار بدر ۱۸ جنوری ۲۰۰۵ صفحہ ۱۶)

ان تمام حقائق کی روشنی میں ہر انصاف پسند قاری نام نہاد تحفظ ختم نبوت اور ملی پریشد کے اعتراضات کی حقیقت کو جان سکتا ہے۔ انشاء اللہ اگلی قسط میں دوسرے اعتراضات پر گفتگو کی جائے گی۔ (جاری)

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

ارشادِ نبوی ﷺ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش: 2237-0471, 2237-8468

خطبہ جمعہ

بیشک بچوں کو واقفین نو میں پیش کرنے کا جذبہ قابل تعریف ہے لیکن ان درخواستوں کو پیش کرنے کے بعد ماں اور باپ دونوں کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔

جامعہ احمدیہ میں جانے والوں کی تعداد واقفینِ نو میں زیادہ ہونی چاہئے۔

واقفین نو، ان کے والدین اور شعبہ وقفِ نو سے متعلقہ انتظامیہ کے لئے نہایت اہم اور ضروری ہدایات

ہر ملک کی انتظامیہ ایک کمیٹی بنائے جو جائزہ لے کہ ان ملکوں کی اپنی ضروریات آئندہ دس سال کی کیا ہیں؟ کتنے مبلغین ان کو چاہئیں؟ کتنے زبان کے ترجمے کرنے والے چاہئیں؟ کتنے ڈاکٹرز چاہئیں؟ کتنے ٹیچرز چاہئیں جہاں جہاں ضرورت ہے۔ اور اس طرح مختلف ماہرین اگر چاہئیں تو کیا ہیں؟ مقامی زبانوں کے ماہرین کتنے چاہئیں۔ یہ جائزے لے کر تین سے چار مہینے کے اندر اندر اس کی رپورٹ ہونی چاہئے اور شعبہ وقفِ نو اس کو Proper Follow up کرے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 18 رجنوری 2013ء بمطابق 18 رصلح 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ 8 فروری 2013 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (آل عمران:36) فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى۔ قَالَ يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ (الصفت:103) وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (آل عمران:103) وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (التوبہ:122)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ:

جب عمران کی ایک عورت نے کہا اے میرے ربّ! جو کچھ بھی میرے پیٹ میں ہے یقیناً وہ میں نے تیری نذر کر دیا دنیا کے جھمیلوں سے آزاد کرتے ہوئے۔ پس تُو مجھ سے قبول کر لے۔ یقیناً تُو ہی بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

پس جب وہ اس کے ساتھ دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا۔ اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً میں سوتے میں دیکھا کرتا ہوں کہ مَیں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس غور کر تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا اے میرے باپ! وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے۔ یقیناً اگر اللہ چاہے گا تُو مجھے تو صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔

اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔ وہ بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور نیکی کی تعلیم دیں اور بدیوں سے روکیں۔ اور یہی ہیں وہ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

مومنوں کے لئے ممکن نہیں کہ وہ تمام کے تمام اکٹھے نکل کھڑے ہوں۔ پس ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ان کے ہر فرقہ میں سے ایک گروہ نکل کھڑا ہوتا کہ وہ دین کا فہم حاصل کریں اور وہ اپنی قوم کو خبردار کریں جب وہ ان کی طرف واپس لوٹیں تاکہ شاید وہ ہلاکت سے بچ جائیں۔

یہ آیات سورۃ آل عمران، سورۃ توبہ اور سورۃ الصافات کی آیات ہیں۔ ان آیات میں ماں کی خواہش، ماں باپ کی بچوں کی صحیح تربیت، بچوں کے احساسِ قربانی کو اجاگر کرنا اور اس کے لئے تیار کرنا، وقفِ زندگی کی اہمیت اور کام اور پھر یہ کہ یہ سب کچھ کرنے کا مقصد کیا ہے؟ یہ بیان کیا گیا ہے۔

پہلی آیت جو سورۃ آل عمران کی ہے، یہ چھتیسویں آیت ہے۔ اس میں ایک ماں کا بچے کو دین کی خاطر وقف کرنے کی خواہش کا اظہار ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو قبول کر لے۔

پھر سورۃ صافات کی آیت 103 ہے جو اس کے بعد مَیں نے تلاوت کی ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کی خاطر قربانی کے لئے تیار کرنے کی خاطر باپ کا بیٹے کی تربیت کرنا اور بیٹے کا خدا تعالیٰ کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہونے کا ذکر ہے۔ باپ کی تربیت نے بیٹے کو خدا تعالیٰ کی رضا کے ساتھ جوڑ دیا اور بیٹے نے کہا کہ اے باپ! تُو ہر قسم کی قربانی کرنے میں مجھے ہمیشہ تیار پائے گا اور نہ صرف تیار پائے گا بلکہ صبر و استقامت کے اعلیٰ نمونے قائم کرنے والا پائے گا۔

پھر سورۃ آلِ عمران کی آیت 105 مَیں نے تلاوت کی جس میں نیکیوں کے پھیلانے اور پھیلاتے چلے جانے والے اور بدیوں سے روکنے والے گروہ کا ذکر ہے۔ کیونکہ یہی باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ بن کر ایک انسان کو کامیاب کرتی ہیں۔

پھر سورۃ توبہ کی 122 ویں آیت ہے جو مَیں نے آخر میں تلاوت کی ہے۔ اس میں فرمایا کہ نیکی بدی کی پہچان کے لئے دین کا فہم حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور دین کا فہم کیا ہے؟ یہ شریعتِ اسلامی ہے یا قرآنِ کریم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ:4)۔ اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کی پسند حاصل کرنے کے لئے قرآنِ کریم کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ سب کچھ کرنے کا مقصد کیا ہے؟ وہ یہ بیان فرمایا کہ تاکہ تم دنیا کو ہلاکت سے بچانے والے بن سکو۔ پس یہ وہ مضمون ہے جس کا حق ادا کرنے کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے جماعت احمدیہ کا قیام فرمایا۔ یہی وہ جماعت ہے جس میں بچے کی پیدائش سے پہلے ماؤں کی دعائیں بھی ہمیں صرف اس جذبے کے ساتھ نظر آتی ہیں، اس جذبے کو لئے ہوئے نظر آتی ہیں کہ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ (آل عمران:36)۔ اے میرے رب! جو کچھ میرے پیٹ میں ہے، تیری نذر کرتی ہوں۔ آزاد کرتے ہوئے (یعنی دنیا کے جھمیلوں سے آزاد کرتے ہوئے) پس تُو اسے قبول فرما۔ آج آپ نظر دوڑا کر دیکھ لیں، سوائے جماعت احمدیہ کی ماؤں کے کوئی اس جذبے سے بچے کی پیدائش سے پہلے اپنے بچوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے پیش کرنے کی دعا نہیں کرتے۔ کوئی ماں آج احمدی ماں کے علاوہ ہمیں نہیں ملے گی جو یہ جذبہ رکھتی ہو، چاہے وہ ماں پاکستان کی رہنے والی ہے، یا ہندوستان کی ہے، یا ایشیا کے کسی ملک کی رہنے والی ہے یا افریقہ کی ہے، یورپ کی رہنے والی ہے یا امریکہ کی ہے۔ آسٹریلیا کی رہنے والی ہے یا جزائر کی ہے۔ جو اس ایک اہم مقصد کے لئے اپنے بچوں کو خلیفۂ وقت کو پیش کر کے پھر خدا تعالیٰ سے یہ دعا نہ کر رہی ہو کہ اے اللہ تعالیٰ! ہمارا یہ وقف قبول فرما لے۔ یہ دعا کرنے والی تمام دنیا میں صرف اور صرف احمدی عورت نظر آتی ہے۔ اُن کو یہ فکر ہوتی ہے کہ خلیفۂ وقت کہیں ہماری

درخواست کا انکار نہ کردے اور یہ صورت کہیں اور پیدا ہو بھی نہیں سکتی۔ یہ جذبہ کہیں اور پیدا ہو بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ خلافت کے سائے تلے رہنے والی یہی ایک جماعت ہے جس کو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے ذریعہ سے قائم فرمایا ہے اور پھر اس پر بس نہیں، جماعت احمدیہ میں ہی وہ باپ بھی ہیں جو اپنے بچوں کی اس نہج پر تربیت کرتے ہیں کہ بچہ جوانی میں قدم رکھ کر ہر قربانی کے لئے تیار ہوتا ہے اور خلیفۂ وقت کو لکھتا ہے کہ پہلا عہد میرے ماں باپ کا تھا، دوسرا عہد اب میرا ہے۔ آپ جہاں چاہیں مجھے قربانی کے لئے بھیج دیں۔ آپ مجھے ہمیشہ صبر کرنے والوں اور استقامت دکھانے والوں میں پائیں گے اور اپنے ماں باپ کے عہد سے پیچھے نہ ہٹنے والوں میں پائیں گے۔ یہ وہ بچے ہیں جو اُمّتِ محمدیہ کے باوفا فرد کہلانے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں ہونے کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ ماں باپ کی تربیت اور بچے کی نیک فطرت نے اُنہیں حقوق اللہ کی ادائیگی کے بھی رموز سکھائے ہیں اور حقوق العباد کی ادائیگی کے بھی معیار سکھائے ہیں۔ جنہیں دین کا فہم حاصل کرنے کا بھی شوق پیدا ہوا ہے اور اُسے اپنی زندگی پر لاگو کرنے کی طرف توجہ بھی پیدا ہوئی ہے اور پھر اس کے ساتھ تبلیغِ اسلام اور خدمتِ انسانیت کے لئے ایک جوش اور جذبہ بھی پیدا ہوا۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ زندہ قومیں اور ترقی کرنے والی جماعتیں ان احساسات، ان خیالات، ان جذبوں اور ان عہد پورا کرنے کی پابندیوں کو کبھی مرنے نہیں دیتیں۔ ان جذبوں کو تر و تازہ رکھنے کے لئے ہمیشہ ان باتوں کی جگالی کرتی رہتی ہیں۔ اگر کہیں سستیاں پیدا ہو رہی ہوں تو اُن کو دور کرنے کے لئے لائحہ عمل بھی ترتیب دیتی ہیں۔ اور خلافت کے منصب کا تو کام ہی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکم ''ذَکِّرْ'' پر عمل کرتے ہوئے وقتاً فوقتاً یاد دہانی کرواتا رہے تاکہ جماعت کی ترقی کی رفتار میں کبھی کمی نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ایک کے بعد دوسرا گروہ تیار ہوتا چلا جائے۔ جس طرح مسلسل چلنے والی نہریں، زمین کی ہریالی کا باعث بنتی ہیں اسی طرح ایک کے بعد دوسرا دین کی خدمت کرنے والا گروہ روحانی ہریالی کا باعث بنتا ہے۔ جن علاقوں میں کھیتوں میں ٹیوب ویلوں یا نہروں کے ذریعوں سے کاشت کی جاتی ہے وہاں کے زمیندار جانتے ہیں کہ اگر ایک کھیت پر پانی مکمل لگنے سے پہلے پانی کا بہاؤ ٹوٹ جائے، پیچھے سے بند ہو جائے تو پھر نئے سرے سے پورے کھیت کو پانی لگانا پڑتا ہے اور پھر وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور پانی بھی۔ اسی طرح اگر اصلاح اور ارشاد کے کام کے لئے مسلسل کوشش نہ ہو، یا کوشش کرنے والے مہیا نہ ہوں تو پھر ٹوٹ ٹوٹ کر جو پانی پہنچتا ہے، جو پیغام پہنچتا ہے، جو کوشش ہوتی ہے وہ سیرابی میں دیر کر دیتی ہے۔ تربیتی اور تبلیغی کاموں میں روکیں پیدا ہوتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر قوم میں سے ایسے گروہ ہر وقت تیار رہنے چاہئیں جو خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے کے بہاؤ کو کبھی ٹوٹنے نہ دیں۔ پس اس لئے مَیں آج پھر اس بات کی یاد دہانی کروا رہا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے وقفِ نَو کی جو سکیم شروع فرمائی تھی تو اس امید پر اور اس دعا کے ساتھ کہ دین کی خدمت کرنے والوں کا گروہ ہر وقت مہیا ہوتا رہے گا۔ یہ پانی کا بہاؤ کبھی ٹوٹے گا نہیں۔ جماعت کے لٹریچر کا ترجمہ کرنے والے بھی جماعت کو مہیا ہوتے رہیں گے، تبلیغ اور تربیت کا کام چلانے والے بھی بڑی تعداد میں مہیا ہوتے رہیں گے اور نظامِ جماعت کے چلانے کے دوسرے شعبوں کو بھی واقفین کے گروہ مہیا ہوتے رہیں گے۔

پس اس بات کو ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ ماں باپ کو اپنے بچوں کو پیش کرنے کے بعد اپنے فرض سے فارغ نہیں ہو جانا چاہئے۔ بیشک بچوں کو واقفینِ نَو میں پیش کرنے کا جذبہ قابلِ تعریف ہے۔ ہر سال ہزاروں بچوں کو واقفین نَو میں پیش کرنے کی درخواستیں آتی ہیں لیکن ان درخواستوں کے پیش کرنے کے بعد ماں اور باپ دونوں کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ ان بچوں کو اس خاص مقصد کے لئے تیار کرنا جو دنیا کو ہلاکت سے بچانے کا مقصد ہے، اس کی تیاری کے لئے سب سے پہلے ماں باپ کو کوشش کرنی ہوگی۔ اپنا وقت دے کر، اپنے نمونے قائم کر کے بچوں کو سب سے پہلے خدا تعالیٰ سے جوڑنا ہوگا۔ بچوں کو نظامِ جماعت کی اہمیت اور اس کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہونے کے لئے بچپن سے ہی ایسی تربیت کرنی ہوگی کہ اُن کی کوئی اَور دوسری سوچ ہی نہ ہو۔ ہوش کی عمر میں آ کر جب بچے واقفینِ نَو اور جماعتی پروگراموں میں حصہ لیں تو اُن کے دماغوں میں یہ راسخ ہو کہ انہوں نے صرف اور صرف دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا ہے۔ زیادہ سے زیادہ بچوں کے دماغ میں ڈالیں کہ تمہاری زندگی کا مقصد دین کی تعلیم حاصل کرنا ہے۔ یہ جو واقفینِ نَو بچے ہیں ان کے دماغوں میں یہ ڈالنے کی ضرورت ہے کہ دین کی تعلیم کے لئے جو جماعتی دینی ادارے ہیں اُس میں جانا ضروری ہے۔ جامعہ احمدیہ میں جانے والوں کی تعداد واقفینِ نَو میں کافی زیادہ ہونی چاہئے۔ لیکن جو اعداد و شمار میرے سامنے ہیں، اُن کے مطابق سوائے پاکستان کے تمام ملکوں میں یہ تعداد بہت تھوڑی ہے۔ پاکستان میں تو اللہ کے فضل سے اس وقت ایک ہزار تینتیس واقفینِ نَو جامعہ احمدیہ میں پڑھ رہے ہیں۔ اور انڈیا میں جو تعداد سامنے آئی ہے وہ 93 ہے۔ یہ میرا خیال ہے کہ شاید اس میں شعبہ وقفِ نَو کو غلطی لگی ہو۔ اس سے تو زیادہ ہونے چاہئیں۔ بہرحال اگر اس میں غلطی ہے تو انڈیا کا جو شعبہ ہے وہ اطلاع دے کہ اس وقت جامعہ احمدیہ میں اُن کے واقفینِ نَو میں سے کتنے طلباء پڑھ رہے ہیں۔ جرمنی میں 70 ہیں۔ یہ رپورٹ پچھلے جون تک ہے۔ اب وہاں 80 سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ یہ صرف جرمنی کے نہیں، اس میں یورپ کے مختلف ممالک کے بچے بھی شامل ہیں۔ کینیڈا کے جامعہ احمدیہ میں 55 ہیں۔ اب اس میں کچھ تھوڑی سی تعداد شاید بڑھ گئی ہو۔ اس میں امریکہ کے بھی شامل ہیں۔ یوکے کے جامعہ میں گزشتہ رپورٹ میں 120 تھے۔ شاید اس میں دس پندرہ کی کچھ تعداد بڑھ گئی ہو۔ یہاں بھی یورپ کے دوسرے ممالک سے بچے آتے ہیں۔ گھانا میں 12 ہے، یہ شاید وہاں جو نیا جامعہ شاہد کروانے کے لئے شروع ہوا ہے، اُس کی تعداد انہوں نے دی ہے۔ اسی طرح بنگلہ دیش میں 23 ہیں۔ اور یہ کُل تعداد جو اب تک دفتر کے شعبہ کے علم میں ہے، وہ 1400 ہے۔ جبکہ واقفینِ نَو لڑکوں کی تعداد تقریباً اٹھائیس ہزار کے قریب پہنچ چکی ہے۔ ہمارے سامنے تو تمام دنیا کا میدان ہے۔ ایشیا، افریقہ، یورپ، امریکہ، آسٹریلیا، جزائر، ہر جگہ ہم نے پہنچنا ہے۔ ہر جگہ ہر براعظم میں نہیں، ہر ملک میں نہیں، ہر شہر میں نہیں بلکہ ہر قصبہ میں، ہر گاؤں میں، دنیا کے ہر فرد تک اسلام کے خوبصورت پیغام کو پہنچانا ہے۔ اس کے لئے چند ایک مبلغین کام کو انجام نہیں دے سکتے۔

بچوں میں وقفِ نَو ہونے کی جو خوشی ہوتی ہے بچپن میں تو اُس کا اظہار بہت ہو رہا ہوتا ہے۔ لیکن اس یورپی معاشرے میں ماں باپ کی صحیح توجہ نہ ہونے کی وجہ سے، دنیاوی تعلیم سے متاثر ہو جانے کی وجہ سے یا اپنے دوستوں کی مجلسوں میں بیٹھنے کی وجہ سے جامعہ کے بجائے دوسرے مضامین پڑھنے کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے۔ بعض بچپن میں تو کہتے ہیں جامعہ میں جانا ہے۔ لیکن جی سی ایس سی (GCSC) پاس کرتے ہیں، سیکنڈری سکولز پاس کرتے ہیں تو پھر ترجیحات بدل جاتی ہیں۔ بعض بچے بیشک ایسے ہوتے ہیں جو خاص ذہن رکھتے ہیں۔ اُن کے رجحانات کا بچپن سے ہی پتہ چل جاتا ہے۔ اُن کو بعض مضامین میں غیر معمولی دلچسپی ہوتی ہے۔ مثلاً سائنس کے بعض مضامین ہیں اور اس میں ان کا دماغ بھی خوب چلتا ہے۔ اُن کو یقیناً اُس مضمون کو لینے اور ان مضامین کو پڑھنے کی طرف encourage کرنا چاہئے۔ لیکن اکثریت صرف بھیڑ چال کی وجہ سے سیکنڈری سکولز کرنے کے بعد اپنے مضامین کا انتخاب کرتے ہیں۔ اکثر بچے جب مجھے ملتے ہیں، مَیں اُن سے پوچھتا ہوں تو دسویں، (یہاں یہ ten Year کہلاتا ہے۔ امریکہ، کینیڈا وغیرہ میں، آسٹریلیا وغیرہ میں گریڈ کہلاتا ہے) اور جی سی ایس سی (GCSC) تک اُن کے ذہن میں کچھ نہیں ہوتا۔ ذہن بنا نہیں ہوتا کہ ہم نے کونسے مضامین لینے ہیں۔ پس اگر ماں باپ کی تربیت شروع میں ایسی ہو کہ بچے کے ذہن میں بیٹھ جائے کہ مَیں وقفِ نَو ہوں اور جو کچھ میرا ہے وہ جماعت کا ہے تو پھر صحیح وقف کی روح کے ساتھ یہ بچے کام کر سکیں گے۔ اور مضامین کے چناؤ کے لئے بھی اُن میں مرکز سے، جماعت سے رہنمائی لینے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اس وقت صرف جماعت احمدیہ میں ایسے ماں باپ ہیں جو ایک جذبے سے اپنے بچے وقف کرتے ہیں اور پھر ان کی تربیت بھی ایک جذبے اور درد سے کرتے ہیں کہ بچے جماعت کی خدمت کرنے والے اور وقف کی روح کو قائم کرنے والے ہوں۔ لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اکثریت جو اپنے بچوں کو وقفِ نَو میں بھیجتی ہے، وہ پھر اُن کی تربیت کی طرف بھی اس طرح خاص توجہ دیتی ہے۔

پس ماں باپ کو، اُن ماں باپ کو جو اپنے بچوں کو وقفِ نَو میں بھیجتے ہیں، یہ جائزے لینے ہوں گے کہ وہ اس تحفے کو جماعت کو دینے میں اپنا حق کس حد تک ادا کر رہے ہیں؟ کس حد تک اس تحفے کو سجانے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کس حد تک خوبصورت بنا کر جماعت کو پیش کرنے کی طرف توجہ دے رہے ہیں؟ وہ اپنے فرائض کس حد تک پورے کر رہے ہیں؟ ان ملکوں میں رہتے ہوئے، جہاں ہر طرح کی آزادی ہے خاص طور پر بہت توجہ اور نگرانی کی ضرورت ہے۔

اسی طرح ایشیا اور افریقہ کے غریب ملکوں میں بھی بچے کو وقف کر کے بے پرواہ نہ ہو جائیں بلکہ ماں اور باپ دونوں کا فرض ہے کہ خاص کوشش کریں۔ واقفینِ نَو بچوں کو بھی مَیں کہتا ہوں جو بارہ تیرہ سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں کہ وہ اپنے بارے میں سوچنا شروع کر دیں، اپنی اہمیت پر غور کریں۔ صرف اس بات پر خوش نہ ہو جائیں کہ آپ وقفِ نَو ہیں۔ اہمیت کا پتہ تب لگے گا جب اپنے مقصد کا پتہ لگے گا کہ کیا آپ نے حاصل کرنا ہے۔ اُس کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ اور پندرہ سال کی عمر والے لڑکوں اور لڑکیوں کو تو اپنی اہمیت اور اپنی ذمہ داریوں کا بہت زیادہ احساس ہو جانا چاہئے۔ ان آیات میں صرف ماں باپ یا نظامِ جماعت کی خواہش یا ایک گروہ یا چند لوگوں کی خواہش اور ذمہ داری کا بیان نہیں ہوا بلکہ بچوں کو بھی توجہ دلائی گئی ہے۔

پہلی بات جو ہر وقفِ نَو بچے میں پیدا ہونی چاہئے، وہ اس توجہ کی روشنی میں یہ بیان کر رہا ہوں۔ اور وہ ان آیات میں آئی ہے کہ اُس کی ماں نے اُس کی پیدائش سے پہلے ایک بہت بڑے مقصد کے لئے اُسے پیش کرنے کی خواہش دل میں پیدا کی۔ پھر اس خواہش کے پورا ہونے کی بڑی عاجزی سے دعا بھی کی۔ پس بچے کو اپنے ماں باپ کی، کیونکہ اس خواہش اور دعا میں بعد میں باپ بھی شامل ہو جاتا ہے، اُن کی خواہش اور دعا کا احترام کرتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی نذر ہونے کا حق دار بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب اپنے دل و دماغ کو اپنے قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق بنانے کی طرف توجہ ہو۔

دوسری بات یہ کہ ماں باپ کا آپ پر یہ بڑا احسان ہے اور یہ احسان کرنے کی وجہ سے اُن کے لئے یہ دعا ہو کہ اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے۔ آپ کی تربیت کے لئے اُن کی طرف سے اُٹھنے والے ہر قدم کی آپ کے دل میں اہمیت ہو۔ اور یہ احساس ہو کہ میرے ماں باپ اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے جو کوشش کر رہے ہیں مَیں نے بھی اُس کا حصہ بننا ہے، اُن کی تربیت کو خوشدلی سے قبول کرنا ہے۔ اور اپنے ماں باپ کے عہد پر کبھی آنچ نہیں آنے دینی۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کا سب سے زیادہ حق ایک واقفِ نَو کا ہے۔ اور واقفِ نَو کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ یہ عہد سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر مَیں نے پورا کرنا ہے۔

تیسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہر قربانی کے لئے صبر اور استقامت دکھانے کا عہد کرنا ہے۔ جیسے بھی کڑے حالات ہوں، سخت حالات ہوں، میں نے اپنے وقف کے عہد کو ہر صورت میں نبھانا ہے، کوئی دنیاوی لالچ کبھی میرے عہدِ وقف میں لغزش پیدا کرنے والا نہیں ہوسکتا۔ اب تو اللہ تعالیٰ کا جماعت پر بہت فضل اور احسان ہے۔ خلافتِ ثانیہ کے دور میں تو بعض موقعوں پر، بعض سالوں میں قادیان میں ایسے حالات بھی آئے، اتنی مالی تنگی تھی کہ جماعتی کارکنان کو کئی کئی مہینے اُن کا جو بنیادی گزارہ الاؤنس مقرر تھا، وہ بھی پورا نہیں دیا جاسکتا تھا۔ اسی طرح شروع میں ہجرت کے بعد ربوہ میں بھی ایسے حالات رہے ہیں لیکن ان سب حالات کے باوجود کبھی اُس زمانے کے واقفینِ زندگی نے شکوہ زبان پر لاتے ہوئے اپنے کام کا حرج نہیں ہونے دیا۔ بلکہ یہ تو دُور کی باتیں ہیں۔ ستّر اور اسّی کی دہائی میں افریقہ کے بعض ممالک میں بھی ایسے حالات رہے جو مشکل سے وہاں گزارہ ہوتا تھا۔ جو الاؤنس جماعت کی طرف سے ملتا تھا، وہ زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس دن میں ختم ہوجاتا تھا۔ مقامی واقفین تو جتنا الاؤنس اُن کو ملتا تھا اس میں شاید دن میں ایک وقت کھانا کھا سکتے ہوں۔ لیکن انہوں نے اپنے عہدِ وقف کو ہمیشہ نبھایا اور تبلیغ کے کام میں کبھی حرج نہیں آنے دیا۔

چوتھی بات یہ کہ اپنے آپ کو اُن لوگوں میں شامل کرنے کے احساس کو ابھارنا اور اس کے لئے کوشش کرنا جو نیکیوں کے پھیلانے والے اور برائیوں سے روکنے والے ہیں۔ اپنے اخلاق کے اعلیٰ نمونے قائم کرنا، جب ایسے اخلاق کے اعلیٰ نمونے قائم ہوں گے، نیکیاں سرزد ہو رہی ہوں گی، برائیوں سے اپنے آپ کو بچا رہے ہوں گے تو ایسے نمونے کی طرف لوگوں کی توجہ خود بخود پیدا ہوتی ہے۔ لوگوں کی آپ پر نظر پڑے گی تو پھر مزید اس کا موقع بھی ملے گا۔ پس یہ احساس اپنے اندر پیدا کرنا بہت ضروری ہے اور کوشش بھی ساتھ ہو۔

پانچویں بات یہ کہ نیکیوں اور برائیوں کی پہچان کے لئے قرآن اور حدیث کا فہم و ادراک حاصل کرنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور ارشادات کو پڑھنا۔ اپنے دینی علم کو بڑھانے کے لئے ہر وقت کوشش کرنا۔ بیشک ایک بچہ جو جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرتا ہے وہاں اُسے دینی علم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ لیکن وہاں سے پاس کرنے کے بعد یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اب میرے علم کی انتہا ہوگئی۔ بلکہ علم کو ہمیشہ بڑھاتے رہنے کی کوشش کرنی چاہئے، ایک دفعہ کا جو تفقّہ فی الدین ہے اُس وقت فائدہ رساں رہتا ہے جب تک اُس میں ساتھ ساتھ تازہ علم شامل ہوتا رہے۔ تازہ پانی اُس میں ملتا رہے۔ اسی طرح جو جامعہ میں نہیں پڑھ رہے، اُن کو بھی مسلسل پڑھنے کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔ یہ نہیں کہ جو واقفینِ نَو دنیاوی تعلیم حاصل کر رہے ہوں اُن کو دینی تعلیم کی ضرورت نہیں ہے۔ جتنا لٹریچر میسر ہے، اُن کو پڑھنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ قرآنِ کریم کا ترجمہ اور تفسیر پڑھنے کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو جو کتب اُن کی زبانوں میں ہیں اُن کو پڑھنے کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔

چھٹی بات جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور جس کی طرف ایک واقفِ نَو کو توجہ دینی چاہئے وہ عملی طور پر تبلیغ کے میدان میں کودنا ہے۔ اب بعض واقفاتِ نَو کو یہ شکوہ ہوتا ہے کہ ہمارے لئے جامعہ نہیں ہے۔ یعنی ہم دینی علم حاصل نہیں کر سکتے۔ اگر اپنے طور پر، جس طرح مَیں نے پہلے بتایا، پڑھیں تو اپنے حلقے میں جو بھی اُن کا دائرہ ہے اُس میں تبلیغ کی طرف توجہ پیدا ہوگی، موقع ملے گا۔ اُس کے لئے جب تبلیغ کی طرف توجہ پیدا ہوگی اور موقعے ملیں گے تو پھر مزید تیاری کی طرف توجہ ہوگی اور اس طرح دینی علم بڑھانے کی طرف خود بخود توجہ پیدا ہوتی چلی جائے گی۔

پس تبلیغ کا میدان ہر ایک کے لئے کھلا ہے اور اس میں ہر وقفِ نَو کو کودنے کی ضرورت ہے اور بڑھ چڑھ کر ہر وقفِ نَو کو حصہ لینا چاہئے اور یہ سوچ کر حصہ لینا چاہئے کہ میں نے اُس وقت تک چَین سے نہیں بیٹھنا جب تک دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے نہیں آجاتی اور یہ احساس اور جوش ہی ہے جو دینی علم بڑھانے کی طرف بھی متوجہ رکھے گا اور تبلیغ کی طرف بھی توجہ رہے گی۔

ساتویں بات ہر واقفِ زندگی کو، واقفِ نَو کو خاص طور پر ذہن میں رکھنی چاہئے کہ وہ اُس گروہ میں شامل ہے جنہوں نے دنیا کو ہلاکت سے بچانا ہے۔ اگر آپ کے پاس علم ہے اور آپ کو موقع بھی مل رہا ہے لیکن اگر دنیا کو ہلاکت سے بچانے کا سچا جذبہ نہیں ہے، انسانیت کو تباہی سے بچانے کا درد دل میں نہیں ہے تو ایک تڑپ کے ساتھ جو کوشش ہوسکتی ہے، وہ نہیں ہوگی اور برکت بھی ہوسکتا ہے اُس میں اُس طرح نہ پڑے۔ پس اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے کے لئے ہر دردمند دل کو اپنی کوششوں کے ساتھ دعاؤں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اور یہ درد سے نکلی ہوئی دعائیں ہیں جو ہمیں اپنے مقصد میں انشاء اللہ کامیاب کریں گی۔ اس لئے ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری دعاؤں کا دائرہ صرف اپنے تک محدود نہ ہو، بلکہ اس کے دھارے ہمیں ہر طرف بہتے ہوئے دکھائی دیں تا کہ کوئی انسان بھی اُس فیض سے محروم نہ رہے جو خدا تعالیٰ نے آج ہمیں عطا فرمایا ہے۔ ویسے بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے مقاصد کا حصول بغیر دعاؤں کے، ایسی دعاؤں جو سچے جذبے اور ہمدردی سے پُر ہوں کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

پس یہ باتیں اور یہ سوچ ہے جو ایک حقیقی واقفِ نَو اور وقفِ زندگی کی ہونی چاہئے۔ اس کے بغیر کامیابی کی امید خوش فہمی ہے۔ ان باتوں کے بغیر صرف واقفِ نَو اور واقفِ زندگی کا ٹائٹل ہے جو ایسے واقفینِ نَو نے اپنے ساتھ لگایا ہوا ہے۔ اس سے زیادہ اس کی کچھ حیثیت نہیں۔ اور صرف ٹائٹل لینا تو ہمارا مقصد نہیں، نہ اُن ماں باپ کا مقصد تھا جنہوں نے اپنے بچوں کو اس قربانی کے لئے پیش کیا۔ پس جیسا کہ مَیں بیان کر آیا ہوں ماں باپ کے لئے بھی اور واقفینِ نَو کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ اپنی ذمہ داری نبھائیں۔ مَیں دوبارہ اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ دنیا میں دین کے پھیلانے کے لئے دینی علم کی ضرورت ہے اور یہ علم سب سے زیادہ ایسے ادارہ سے ہی مل سکتا ہے جس کا مقصد ہی دینی علم سکھانا ہو۔ اور یہ ادارہ جماعت احمدیہ میں جامعہ احمدیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ جامعات صرف پاکستان یا قادیان میں نہیں ہیں، یہیں تک محدود نہیں بلکہ یوکے میں بھی ہے۔ جو مَیں نے کوائف پیش کئے ہیں اُن سے پتہ لگتا ہے کہ جرمنی میں بھی ہے، انڈونیشیا میں بھی ہے، کینیڈا میں بھی ہے، اور گھانا میں بھی ہے جیسا کہ مَیں نے کہا وہاں شاہد کروانے کے لئے نیا جامعہ کھلا ہے۔ پہلے وہاں جامعہ تو تھا لیکن تین سالہ کورس میں صرف معلمین تیار ہوتے تھے۔ تو یہ جامعہ احمدیہ جو گھانا میں کھلا ہے، یہ فی الحال تمام افریقہ کے جماعت کے لئے شاہد مبلغ تیار کرے گا۔ اسی طرح بنگلہ دیش میں بھی جامعہ احمدیہ ہے۔ تبلیغ کا کام بہت وسیع کام ہے۔ اور یہ باقاعدہ تربیت یافتہ مبلغین سے ہی زیادہ بہتر طور پر ہوسکتا ہے۔ اس لئے واقفینِ نَو کو زیادہ سے زیادہ یا واقفینِ نَو کی زیادہ سے زیادہ تعداد کو جامعہ احمدیہ میں آنا چاہئے۔ جبکہ جو اعداد و شمار مَیں نے بتائے ہیں، اس سے تو ہم ہر ملک کے ہر علاقے میں جیسا کہ میں نے کہا مستقبل قریب کیا بلکہ دور میں بھی ہر جگہ مبلغ نہیں بٹھا سکتے۔ اور جب تک کل وقتی معلمین اور مبلغین نہیں ہوں گے انقلابی تبدیلی اور انقلابی تبلیغی پروگرام بہت مشکل ہے۔

اس وقت دنیا بھر سے شعبہ کے پاس جو رپورٹ آئی ہے یہ شاید ان کے پاس جولائی 2012ء تک کی رپورٹ ہے۔ اس کے مطابق پندرہ سال کے اوپر کے واقفینِ نَو اور واقفاتِ نَو کی تعداد پچیس ہزار ہے جس میں سے لڑکے 16,988 ہیں اور ان میں پاکستان کے واقفینِ نَو 10,687 ہیں۔ پاکستان کے بعد جرمنی میں سب سے زیادہ واقفینِ نَو ہیں۔ 1877 لڑکے اور 1155 لڑکیاں۔ پھر انگلستان ہے۔ 918 لڑکے اور ان کی کُل تعداد 1758 ہے۔ باقی 800 کچھ لڑکیاں ہیں۔ لیکن جامعہ احمدیہ میں آنے والوں کی تعداد جرمنی میں بھی اور یوکے میں بھی بہت کم ہے۔ ان دونوں جامعات میں یورپ کے دوسرے ملکوں سے بھی طالب علم آتے ہیں، اس طرح تو یہ تعداد اور بھی کم ہوجاتی ہے۔ اسی طرح امریکہ اور کینیڈا کے جامعات میں تعداد کم ہے۔

جماعتیں مبلغین اور مربیان کا مطالبہ کرتی ہیں تو پھر واقفینِ نَو کو جامعہ میں پڑھنے کے لئے تیار بھی کریں۔ کینیڈا اور امریکہ میں اس وقت پندرہ سال سے اوپر تقریباً آٹھ سو واقفینِ نَو ہیں۔ اگر ان کو تیار کیا جائے تو اگلے دو سال میں جامعات میں داخل ہونے والوں کی تعداد خاصی بڑھائی جاسکتی ہے۔ صرف مربی مبلغ کے لئے نہیں بلکہ جامعہ میں پڑھ کے، دینی علم حاصل کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے مختلف زبانوں میں تراجم کے لئے بھی تیار کئے جاسکتے ہیں۔ ان کو جامعہ میں پڑھانے کے بعد مختلف زبانوں میں سپیشلائز بھی کرایا جاسکتا ہے۔ پھر جو جامعہ میں نہیں آرہے، وہ بھی زبانیں سیکھنے کی طرف توجہ کریں اور زبانیں سیکھنے والے کم از کم جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے بھی فرمایا تھا اور یہ ضروری ہے کہ تین زبانیں اُن کو آنی چاہئیں۔ ایک تو اُن کی اپنی زبان ہو، دوسرے اردو ہو، تیسرے عربی ہو۔ عربی تو سیکھنی ہی ہے، قرآنِ کریم کی تفسیروں اور بہت سارے میسر لٹریچر کو سمجھنے کے لئے۔ اور پھر قرآن کریم کا ترجمہ کرتے ہوئے جب تک عربی نہ آتی ہو صحیح ترجمہ بھی نہیں ہوسکتا۔ اور اردو پڑھنا سیکھنا اس لئے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے ہی اس وقت دین کا صحیح فہم حاصل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ آپ کی تفسیریں، آپ کی کتب، آپ کی تحریرات ہی ایک سرمایہ ہیں اور ایک خزانہ ہیں جو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرسکتی ہیں، جو صحیح اسلامی تعلیم دنیا کو بتاسکتی ہیں، جو حقیقی قرآنِ کریم کی تفسیر دنیا کو بتاسکتی ہیں۔

پس اردو زبان سیکھے بغیر بھی صحیح طرح زبانوں میں مہارت حاصل نہیں ہوسکتی۔ ایک وقت تھا کہ جماعت میں ترجمے کے لئے بہت دِقّت تھی، دِقّت تو اب بھی ہے لیکن یہ دِقّت اب کچھ حد تک مختلف ممالک

کے جامعات کے جو لڑکے ہیں اُن سے کم ہو رہی ہے یا اس طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ جامعہ احمدیہ کے مقالوں میں اردو سے ترجمے بھی کروائے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بعض کتب، کے ترجمے کئے ہیں اور جو بھی طلباء کے سپروائزر تھے، اُن کے مطابق اچھے ہوئے ہیں۔ لیکن بہرحال اگر معیار بہت اعلیٰ نہیں بھی تو مزید پالش کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال ایک کوشش شروع ہو چکی ہے۔ لیکن یہ تو چند ایک طلباء ہیں جن کو دو چار کتابیں دے دی جاتی ہیں، ہمیں زیادہ سے زیادہ زبانوں کے ماہرین چاہئیں۔ اس طرف واقفینِ نَو کو بہت توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر جامعہ کے طلباء کے علاوہ کوئی کسی زبان میں مہارت حاصل کرتا ہے تو اُسے جیسا کہ مَیں نے کہا عربی اور اردو سیکھنے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔ اس کے بغیر وہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا جس کے لئے زبان کی طرف توجہ ہے۔

جامعہ احمدیہ پر یہاں یا جرمنی میں یا بعض جگہ بعض لوگ اعتراض کر دیتے ہیں کہ یہاں پڑھائی اچھی نہیں ہے۔ یہ بالکل بودے اعتراض ہیں۔ اُن کے خیال میں اُن کا جو اعتراض ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جامعہ سے فارغ ہوتا ہے تو اُس کو عربی بولنی نہیں آتی یا بول چال اتنی اچھی نہیں ہے۔ جہاں تک زبان کی مہارت کا سوال ہے، جامعہ احمدیہ میں کیونکہ مختلف مضامین پڑھائے جاتے ہیں، صرف ایک زبان کی طرف ہی تو توجہ نہیں دی جاتی۔ باقی یونیورسٹیوں میں یا دوسرے مدرسوں میں اگر پڑھایا جاتا ہے تو ایک مضمون پڑھا کر اُس پر توجہ دی جاتی ہے۔ لیکن یہاں تو مختلف مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ ہاں جب یہ دیکھا جائے کہ کسی کا کسی زبان کی طرف رجحان ہے یا زبانوں کے سیکھنے کی طرف رجحان ہے تو اُن کو زبانوں میں پھر سپیشلائز بھی انشاء اللہ کروایا جائے گا اور پھر بولنے کا جو شکوہ ہے وہ بھی دُور ہو جائے گا۔ لیکن بہرحال جہاں تک پڑھائی کا سوال ہے، جو علم دیا جا رہا ہے، وہ بہت وسیع علم ہے جو جامعہ کے طلباء اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل کر رہے ہیں۔ پاکستان میں تو کیونکہ پرانے جامعات ہو گئے ہیں، وہاں تخصص بھی کروایا جاتا ہے، سپیشلائز بھی کروایا جاتا ہے۔ تو یہ تو بعض لوگوں کے، خاص طور پر جرمنی سے مجھے اطلاع ملی تھی، جامعہ میں بچوں کو نہ بھیجنے کے بہانے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ کے فضل سے یوکے اور کینیڈا کے جو طلباء جامعہ سے فارغ ہوئے ہیں ان کا تبلیغی میدان میں اب تک جو تھوڑا تجربہ ہوا ہے وہ اللہ کے فضل سے بڑے مؤثر رہے ہیں۔ اور یہ علم تو جیسا کہ مَیں نے کہا ساتھ ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ بڑھتا چلا جائے گا۔ پس جو لوگ یہ باتیں کرتے ہیں اور بعض طلباء کو جامعہ آنے یا داخلہ لینے سے بددل کرتے ہیں، یہ لوگ صرف فتنہ ہیں یا اُن میں نفاق کا رنگ ہے۔ اس لئے اُن کو بھی استغفار کرنی چاہئے۔ جو شعبہ وقف نو ہے، اُنہوں نے بعض انتظامی باتوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے جو مَیں دہرا دیتا ہوں۔ شاید پہلے بھی بعض کا ذکر ہو چکا ہو۔

وقفِ نَو میں ماں باپ بچوں کی بلوغت کو پہنچ کر یا پہلے ہی اس طرح تربیت نہیں کرتے، جیسا کہ مَیں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ بچوں نے اپنے آپ کو باقاعدہ جماعت کی خدمت میں پیش کرنا ہے۔ ایسی تربیت سے بچوں کو یہ پتہ ہونا چاہئے۔ تعلیم کے ہر مرحلے پر اُن کو توجہ دلائیں۔ اور پھر وقفِ نَو کا جو شعبہ ہے اُس سے رہنمائی بھی حاصل کریں۔ اپنی تعلیم کے بارے میں بچوں کو پوچھنا چاہئے کہ اب ہم اس سٹیج پر پہنچ گئے ہیں کیا کریں؟ اور اگر اُس نے اپنی مرضی کرنی ہے یا ایسے شعبوں میں جانا ہے جس کی فی الحال جماعت کو ضرورت نہیں ہے تو پھر وقف سے فراغت لے لیں۔

لڑکیاں جو واقفاتِ نَو ہیں، جو پاکستانی اوریجن (origin) کی ہیں، پاکستان سے آئی ہوئی ہیں، جن کو اردو بولنی آتی ہے، وہ اردو پڑھنی بھی سیکھیں۔ اور جو یہاں باہر کے ملکوں میں رہ رہی ہیں وہ مقامی زبان بھی سیکھیں۔ جہاں انگلش ہے، جرمن ہے یا ایسے علاقوں میں ہیں جہاں انگلش سرکاری زبان ہے اور مقامی لوکل زبانیں اَور ہیں وہ بھی سیکھیں، عربی سیکھیں، پھر اپنے آپ کو تراجم کے لئے پیش کریں۔ مَیں نے دیکھا ہے عورتوں میں، لڑکیوں میں زبانوں کا ملکہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو پیش کر سکتی ہیں۔ پھر ڈاکٹر ہیں، ٹیچر ہیں، یہ بھی لڑکیاں اپنے آپ کو ٹیچر اور ڈاکٹر بن کے بھی پیش کر سکتی ہیں، اسی طرح لڑکے بھی۔ تو اس طرف بھی توجہ ہونی چاہئے اور شعبہ کو ہر مرحلے پر پتہ ہونا چاہئے۔ مقامی جماعتی نظام کو لڑکوں اور لڑکیوں کی رہنمائی اور تربیت کے لئے سال میں کم از کم دو مرتبہ اُن کے فورم منعقد کرنے چاہئیں جس میں کام اور تعلیم کی رہنمائی ہو۔

ان کے شعبہ کو ایک شکوہ یہ ہے کہ بعض والدین وقف کرنے کے بعد، حوالہ نمبر ملنے کے بعد مقامی جماعت اور مرکز دونوں سے تقریباً لاتعلق ہو جاتے ہیں یا ویسے رابطہ نہیں رکھتے جیسا کہ رکھنا چاہئے۔ اور پھر ایک سٹیج پر پہنچ کے جب شعبہ یہ کہتا ہے کہ رابطہ نہیں ہے آٹھ دس سال گزر گئے ہیں ان کو نکال دیا جائے، تو اُس وقت پھر شکوے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے حوالہ نمبر ملنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اب رابطہ ختم کر لیا اور وقفِ نَو ہو گیا۔ مسلسل رابطہ دفتر سے اور اپنے نیشنل سیکرٹری شعبہ سے بھی اور مرکز سے بھی قائم رکھنا ضروری ہے۔ پھر واقفینِ نَو اور واقفاتِ نَو کا نصاب مقرر ہے جو پہلے تو صرف بنیادی تھا، اب اکیس سال تک کے لڑکوں اور لڑکیوں کا یہ نصاب مقرر ہو چکا ہے۔ اس کو پڑھنا بھی چاہئے اور اگر امتحان وغیرہ ہوتے ہیں تو اس میں بھرپور شمولیت اختیار کرنی چاہئے۔ اور اس سے اوپر جو لڑکے لڑکیاں ہیں، اُن کو قرآنِ کریم کی تفسیر جن کو اردو آتی ہے وہ اردو میں، اور جن کو انگلش آتی ہے وہ انگلش میں five volume commentary جو ہے وہ پڑھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب جو مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہیں، جو جو زبان آتی ہے اُس میں پڑھیں۔ خطبات اور خطابات ہیں وہ باقاعدہ سنیں۔ اپنا علم بڑھاتے چلے جائیں۔ یہ بھی اُن کے لئے ضروری ہے اور پھر اس کی رپورٹ بھی بھیجا کریں۔

جو سیکرٹریانِ وقفِ نَو ہیں یہ بھی بعض جگہ فعّال نہیں ہیں۔ یہ بھی صرف عہدہ سنبھال کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کو بھی فعّال ہونے کی ضرورت ہے۔ نہیں تو اس سال انتخابات ہو رہے ہیں، جماعتوں سے یہ رپورٹیں آنی چاہئیں کہ کون کون سے سیکرٹریانِ وقفِ نَو فعّال نہیں ہیں اور اگر وہ فعّال نہیں ہیں تو چاہے اُن کے ووٹ زیادہ ہوں اُن کو اس دفعہ مقرر نہیں کیا جائے گا۔

نصاب کا پہلے ذکر آیا تھا۔ اگر جماعت کا بھی ایک نصاب بنا ہوا ہے، اور وہاں ایسا انتظام نہیں ہے کہ علیحدہ علیحدہ انتظام ہو سکے تو جو جماعتی نصاب ہے، اُسی میں وقفِ نَو بھی شامل ہو سکتے ہیں، پڑھیں۔ تھوڑا بہت معمولی فرق ہے۔ آپس میں دونوں کی کوآرڈی نیشن (Co-ordination) اگر ہو جائے تو اطفال کی عمر کے اطفال کا نصاب پڑھ سکتے ہیں، خدام کی عمر کا وہ پڑھ سکتے ہیں، لجنہ والی لجنہ کا پڑھ سکتی ہیں یا نصاب آپس میں سمویا جا سکتا ہے۔ جب جماعتی نظام کے تحت سیکرٹری تربیت اور سیکرٹری تعلیم اور سیکرٹری وقفِ نَو جماعتی شعبہ کے تحت ہی کام کر رہے ہیں تو امراء اور صدران کا کام ہے کہ ان کو اکٹھا کر کے ایسا معین لائحہ عمل بنائیں کہ یہ نصاب بہرحال پڑھا جائے۔ خاص طور پر واقفینِ نَو کو اس میں ضرور شامل کیا جائے۔ پھر یہ جو وقفِ نَو کا نصاب ہے اُس کو مختلف ممالک اپنی زبانوں میں بھی شائع کروا سکتے ہیں۔ سویڈن نے اپنی زبان میں شائع کروایا ہے۔ فرنچ میں شائع کرنے کے لئے فرانس والے اور ماریشس والے کوشش کریں۔ اور یہ کوشش صرف زبانی نہ ہو۔ یہ تو اطلاع فوری طور پر دیں کہ کون اس کا ترجمہ کر سکتا ہے اور دو مہینے کے اندر اندر یہ ترجمہ ہو بھی جانا چاہئے۔

واقفینِ نَو کے مطالعہ میں روزانہ کوئی نہ کوئی دینی کتاب ہونی چاہئے۔ چاہے ایک دو صفحے پڑھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب، جیسا کہ مَیں نے کہا، اگر وہ پڑھیں تو سب سے زیادہ بہتر ہے۔ پھر اسی طرح خطبات ہیں سو فیصد واقفینِ نَو اور واقفاتِ نَو کو یہ خطبات سننے چاہئیں۔ کوشش کریں۔ یہاں یوکے میں ایک دن مَیں نے کلاس میں جائزہ لیا تھا تو میرا خیال ہے دس فیصد تھے جو باقاعدہ سنتے تھے۔ اس کی طرف شعبہ کو بھی اور والدین کو بھی اور خود واقفینِ نَو کو بھی توجہ دینی چاہئے۔ انتظامیہ کو بھی چاہئے کہ وہ واقفینِ نَو کے جو پروگرام بناتے ہیں، وہ inter-active پروگرام ہونے چاہئیں جس سے زیادہ توجہ پیدا ہوتی ہے۔

پھر اسی طرح ہر ملک کی جو انتظامیہ ہے وہ ایک کمیٹی بنائے جو تین مہینہ کے اندر یہ جائزہ لے کہ ان ملکوں کی اپنی ضروریات آئندہ دس سال کی کیا ہیں؟ کتنے مبلغین ان کو چاہئیں؟ کتنے زبان کے ترجمے کرنے والے چاہئیں؟ کتنے ڈاکٹرز چاہئیں؟ کتنے ٹیچرز چاہئیں؟ جہاں جہاں ضرورت ہے۔ اور اس طرح مختلف ماہرین اگر چاہئیں تو کیا ہیں؟ مقامی زبانوں کے ماہرین کتنے چاہئیں؟ تو یہ جائزے لے کر تین سے چار مہینے کے اندر اندر اس کی رپورٹ ہونی چاہئے اور پھر جو شعبہ وقفِ نَو ہے وہ اس کا پراپر فالو اَپ (Proper Follow up) کرے۔

بعض لوگ بزنس میں جانا چاہتے ہیں یا پولیس یا فوج میں جانا چاہتے ہیں یا اَور شعبوں میں جانا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے وہ بے شک جائیں لیکن وقف سے فراغت لے لیں۔ یہ اطلاع کیا کریں۔ پھر اسی طرح ہر ملک میں واقفینِ نَو کے لئے کیریئر گائیڈنس کمیٹی بھی ہونی چاہئے جو جائزہ لیتی رہے اور مختلف فیلڈز میں جانے والوں کی رپورٹ مرکز بھجوائے یا جن کو مختلف فیلڈز میں دلچسپی ہے، اُن کے بارے میں اطلاع ہو، پھر مرکز فیصلہ کرے گا کہ آیا اس کو کس صورت میں اجازت دینی ہے۔ اور پھر یہ بھی جیسا کہ مَیں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچنے والے واقفینِ نَو اپنے تجدیدِ وقفِ نَو کے عہد کو نہ بھولیں، لکھ کر بھجوایا کریں۔ بانڈ (Bond) لکھیں۔ اسی طرح واقفینِ نَو کے لئے ایک رسالہ لڑکوں کے لئے ''اسماعیل'' اور لڑکیوں کے لئے ''مریم'' شروع کیا گیا ہے۔ جرمن اور فرنچ میں بھی اس کا ترجمہ ہونا چاہئے۔ اگر تو ایسے مضامین ہیں جو وہاں کے مقامی واقفینِ نَو، واقفاتِ نَو لکھیں تو وہ شائع کریں۔ نہیں تو یہاں سے مواد مہیا ہو سکتا ہے اس کو یہ اپنی اپنی زبانوں میں شائع کر لیا کریں۔ اردو کے ساتھ مقامی زبان بھی ہو۔

اللہ تعالیٰ تمام اُن والدین میں جنہوں نے اپنے بچے وقفِ نَو کے لئے پیش کئے، اس رنگ میں بچوں کی تربیت اور دعا کرنے کی طرف توجہ پیدا فرمائے جو حقیقت میں اُن کو واقفینِ نَو بنانے کا حقدار بنانے والی ہوں۔ اور یہ بچے والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں۔ بچوں کو بھی اپنے ماں باپ اور اپنے عہدوں کو پورا کرنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق بھی عطا فرمائے اور وہ حقیقت میں اُس گروہ میں شامل ہو جائیں جن کا کام صرف اور صرف دین کی اشاعت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرمائے۔

❀❀❀

اپریل فول ڈے۔ایک قبیح رسم

(تنویر احمد ناصر۔نائب ایڈیٹر بدر قادیان)

ہر سال یکم اپریل کو ''اپریل فول ڈے'' منایا جاتا ہے۔اپریل لاطینی زبان کے لفظ اپریلس Aprilis یا اپرائر Aprire سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے پھولوں کا کھلنا اور کونپلیں پھوٹنا۔پہلی اپریل کو بیوقوف بنانے کا رواج کب سے اور کہاں سے پڑا اس کے بارے میں مختلف خیالات اور روایات ہیں ۔زیادہ تر لوگ اس کی شروعات فرانس سے ہوئی مانتے ہیں ۔اس سلسلے میں ایک قدیم مذہبی کہانی کا حوالہ دیا جاتا ہے جس کے مطابق پرانے زمانے میں فرانس میں ہر سال پہلی اپریل کو وہاں کے حکمران عوام اور پادریوں کی ایک مجلس لگاتے تھے جس میں شاہی دربار کے نمائندے بھی شریک ہوتے تھے اس مجلس میں حصہ لینے والے لوگ عجیب وغریب لباس پہن کر اپنی بے وقوفانہ حرکتوں اور کاموں سے لوگوں کا دل بہلاتے تھے اور سب سے زیادہ بے وقوفانہ حرکت کرنے والے کو صدر منتخب کرلیا جاتا تھا اور اسے ماسٹر آف فول کا خطاب دیا جاتا تھا۔

اس مجلس میں ایک ''گدھا کانفرنس'' ہوتی تھی جس میں لوگ عجیب وغریب آوازیں نکالتے اور گدھے کے مکھوٹے پہن کر ڈھینچو ڈھینچو کی آوازیں نکالتے تھے ۔ایک اور خیال کے مطابق اپریل فول کی شروعات اٹلی سے ہوئی ۔قدیم رومی قوم موسم بہار کی آمد پر اپریل کارنیول مناتی اور شراب کے دیوتا کی پرستش کرتی ۔اسے خوش کرنے کے لئے لوگ شراب پی کر اوٹ پٹانگ حرکتیں کرتے اور ناچتے گاتے ،ایک دوسرے کو بیوقوف بناتے اور مذاق کے طور پر جھوٹ بولتے ۔(دینک بھاسکر ۱۱ مارچ ۲۰۱۱ء)

برطانیہ میں اس رسم کے گوتھم گاوں سے شروع ہونے کی روایات ملتی ہیں ۔گوتھم کے لوگوں کے بارے میں عمومی رائے یہ تھی کہ یہاں پر احمق قسم کے لوگ رہتے ہیں ۔تیرھویں صدی میں اس جگہ یہ خیال تھا کہ اگر گورنمنٹ کا کوئی آدمی کسی جگہ پر کھڑا ہو تو اس کے آس پاس کی جگہ گورنمنٹ کی ہو جاتی ہے ۔چنانچہ ایک مرتبہ جب گوتھم کے لوگوں کو پتہ چلا کہ کنگ جان وہاں سے گزرے گا تو انہوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا اور اس کو وہاں سے داخلہ نہیں دیا ۔کنگ جان نے فیصلہ کیا کہ ان پر حملہ کرکے وہاں اپنا قبضہ کرے ۔جب اس نے اپنے سپاہی وہاں بھیجے تو گوتھم کے لوگوں نے ایک چال چلی ۔سپاہیوں نے دیکھا کہ وہ لوگ احمقانہ حرکتیں کررہے ہیں جیسے مچھلیوں کو پانی میں ڈبونا اور پرندوں کو ایسے پنجروں میں بند کرنا جن کی چھت نہ ہو۔جب سپاہیوں نے کنگ جان کو جاکر بتایا کہ وہ اس طرح کے احمق لوگ ہیں تو اس نے اس گاوں کے لوگوں کے متعلق کہا کہ یہ اس قدر بے وقوف ہیں کہ ان کو سزا بھی نہیں دی جاسکتی ۔تب سے وہاں پہلی اپریل کے دن بے وقوف بنانا اور جھوٹ بولنا رائج ہوگیا۔

فرانس میں اس سلسلے میں بڑی عجیب وغریب کہانی ملتی ہے اور وہ یہ کہ پوپ نے جب پہلی اپریل سے شروع ہونے والے کیلنڈر کو پہلی جنوری سے شروع کیا تو کچھ متشدد لوگ جو پہلی اپریل کو ہی اپنا نیا سال شروع کرتے تھے ،انہوں نے اس کی مخالفت کی ان لوگوں کو فول کہا جاتا تھا اور ان کا مذاق اڑایا جاتا تھا ان کی تصویر پر مچھلی چپکا دی جاتی تھی اور اسے The Fish of April کہا جاتا تھا۔آج بھی فرانس میں اسے اسی نام سے یاد کیا جاتا ہے۔(آداب زندگی)

کچھ لوگوں کا ماننا ہے کہ یہ یونانی تہذیب کی دین ہے جس کے مطابق ایک شخص نے اپنے دوست کا گھمنڈ دور کرنے کے لئے یہ عجیب وغریب طریقہ اپنایا کہ اسے ایک جگہ آنے کی دعوت دیکر ساری رات وہاں کھڑا رکھا اور اگلے دن اس کا خوب مذاق اڑایا۔

اپریل فول کی ایک دردناک حقیقت

جب عیسائی افواج نے ایزابیل اور فرنینڈس کی سرکردگی میں حسن بن عبداللہ کے زمانے میں تقریباً پانچ سو برس قبل اسپین کو فتح کیا تو اس وقت اسپین کی سرزمین پر مسلمانوں کا اس قدر خون بہایا گیا کہ فاتح فوج کے گھوڑے جب گلیوں سے گزرتے تھے تو ان کی ٹانگیں مسلمانوں کے خون سے لت پت ہوتی تھیں ۔جب قابض افواج کو یقین ہوگیا کہ اب اسپین میں کوئی مسلمان بھی زندہ نہیں بچا تو انہوں نے گرفتار مسلمان فرماں روا کو یہ موقع دیا کہ وہ اپنے خاندان کے ساتھ مراکش چلا جائے جہاں سے اسکے آباو اجداد آئے تھے۔قابض فوج غرناطہ سے کوئی بیس کلومیٹر دور ایک پہاڑ پر اسے چھوڑ کر واپس چلی گئی ۔جب عیسائی افواج مسلمان حکمرانوں کو اپنے ملک سے نکال چکیں تو پھر حکومتی جاسوس گلی گلی گھومتے رہے کہ کوئی مسلمان نظر آئے تو اسے تہہ تیغ کیا جائے ۔جو مسلمان بچ گئے وہ اپنے علاقے چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں جا بسے اور وہاں جاکر اپنے گلوں میں صلیبیں ڈال لیں اور عیسائی نام رکھ لیے ۔اب بظاہر اسپین میں کوئی مسلمان نظر نہیں آرہا تھا مگر عیسائیوں کو یقین تھا کہ سارے مسلمان قتل نہیں ہوئے کچھ چھپ کر اور اپنی شناخت چھپا کر زندہ ہیں ۔اب مسلمانوں کو باہر نکالنے کی تراکیب سوچی جانے لگیں اور پھر ایک منصوبہ بنایا گیا ۔پورے ملک میں اعلان ہوا کہ یکم اپریل کو تمام مسلمان غرناطہ میں اکٹھے ہو جائیں تاکہ انہیں ان ممالک میں بھیج دیا جائے جہاں وہ جانا چاہیں ۔اب چونکہ ملک میں امن قائم ہو چکا تھا اور مسلمانوں کو خود ظاہر ہونے میں کوئی خوف محسوس نہ ہوا ۔مارچ کے پورے مہینے اعلانات ہوتے رہے ۔الحمراء کے نزدیک بڑے بڑے میدانوں میں خیمے نصب کردئے گئے ۔جہاز آکر لنگر انداز ہوتے رہے مسلمانوں کو ہر طرح سے یقین دلایا گیا کہ انہیں کچھ نہیں ہوگا ۔جب انہیں یقین ہوگیا کہ ہمارے ساتھ کچھ نہیں ہوگا تو وہ سب غرناطہ میں اکٹھے ہونا شروع ہوئے جہاں یکم اپریل کے دن تمام مسلمانوں کو بحری جہازوں میں بٹھایا گیا ۔مسلمانوں کو اپنا وطن چھوڑتے ہوئے بڑی تکلیف ہورہی تھی مگر اطمینان تھا کہ چلو جان تو بچ گئی ۔دوسری جانب عیسائی حکمران اپنے محلوں میں جشن منانے لگے ۔جرنیلوں نے مسلمانوں کو الوداع کیا اور جہاز چل دئے جن میں بوڑھے ،جوان ،عورتیں ،بچے اور مریض بھی تھے ۔جب جہاز سمندر کے عین وسط میں پہنچے تو منصوبہ بندی کے تحت انہیں گہرے پانی میں ڈبو دیا گیا اور یوں وہ تمام مسلمان سمندر میں ابدی نیند سو گئے ۔اس کے بعد اسپین میں جشن منایا گیا کہ ہم نے کس طرح اپنے دشمنوں کو بے وقوف بنایا ۔پھر یہ دن اسپین کی سرحدوں سے نکل کر پورے یورپ میں فتح کا عظیم دن بن گیا اور اسے انگریزی میں First April fool کا نام دیا گیا ۔آج بھی عیسائی دنیا اسے بڑے اہتمام سے مناتی ہے ۔المیہ یہ ہے کہ اکثر مسلمان بھی اس حقیقت سے انجان پہلی اپریل کے دن اس بد رسم میں شامل ہوتے ہیں ۔(اردو مینیا ڈاٹ کام ۱۹ مارچ ۲۰۱۳)

اس قسم کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں جو مختلف ملکوں کی مختلف روایات میں ملتے ہیں ۔ہم اس بحث میں نہیں پڑتے کہ کس ملک کی کہانی درحقیقت اس بد رسم کی ابتدا کی وجہ بنی ۔کہانی چاہے کسی بھی ملک کی ہو اور چاہے کسی بھی قوم کو بے وقوف بنایا گیا ہو ،اس کی ابتدا لغو ہے اور جھوٹ پر مبنی ہے اور ان سب کہانیوں میں ایک بات یکساں پائی جاتی ہے اور وہ یہ کہ اس دن بے وقوف بنانا ،جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا عام ہنسی مذاق کی بات سمجھا جاتا ہے۔

بعض واقعات

قارئین کرام! جہاں تک ہنسی مذاق کی بات ہے وہاں تک تو ٹھیک ہے ۔ہنسی مذاق اور لطائف انسانی زندگی کا حصہ ہیں لیکن اس کی آڑ میں کسی کو بے وقوف بنایا جائے اور اس کے ساتھ تمسخر اور ٹھٹھا کیا جائے اور جھوٹ بولا جائے تو یہ صریح غیر اخلاقی بات ہے ۔تعجب ہے کہ وہ تمام اخلاق رذیلہ جن سے ایک انسان عام طور پر بچتا ہے اس دن ان کو اختیار کرنے کے لئے تمام حدود پار کر جاتا ہے ۔اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ ذرا سے احتظاظ کی خاطر بڑے بڑے عزت دار لوگوں کا بھی مذاق بنا دیا جاتا ہے ۔بعض اوقات جھوٹ بول کر کسی کو کوئی غلط اطلاع دی جاتی ہے اور وہ اسے سچ سمجھ کر اس کے مطابق عمل کرتا ہے اور سخت نقصان اٹھاتا ہے ۔اور پھر بعض اوقات ایسے بھی حالات ہوتے ہیں کہ انسان کے پاس آمدہ خبر کی تصدیق کا بھی موقعہ نہیں ہوتا ۔مختلف واقعات اس سلسلہ میں سننے اور پڑھنے کو ملتے ہیں جن سے اس بد رسم کے نقصانات کا اندازہ ہوتا ہے

امریکہ میں ایک شخص نے اپنی سابقہ بیوی کو چڑھانے کے لئے فون پر کہا کہ آؤ میں تمہیں کچھ تحفہ دینا چاہتا ہوں ۔جب وہ وہاں گئی تو اس نے دیکھا کہ وہ پھانسی پر لٹکا ہوا ہے ۔خاتون نے فوراً پولیس اور فائیر برگیڈ والوں کو بلایا ۔جب انہوں نے آکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسے کچھ بھی نہیں ہوا تھا اور اس نے مصنوعی پھانسی لگائی تھی ۔پولیس نے اسے ایک ہزار ڈالر کا جرمانہ کیا ۔اس جگہ غور کا مقام ہے کہ اس مذاق نے حکومتی عملے کا کتنا وقت ضائع کیا جبکہ عین اس وقت کسی اور جگہ بھی اس مشینری کی ضرورت پیش آسکتی تھی اور اس وقت حقیقی ضرورت مند ان خدمات سے محروم رہتے۔

۱۹۹۸ ءمیں یو کے کے ایک ریڈیو سینٹر کے اناؤنسر نے برٹش پرائم منسٹر ٹونی بلیئر بن کر اس وقت کے ساؤتھ افریقن پریزیڈنٹ نیلسن منڈیلا کو فون کیا اور کہا کہ میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں ۔کافی دیر تک ان کی بات ہوتی رہی ۔کال کے آخر میں نقلی پریزیڈنٹ نے نیلسن منڈیلا سے پوچھا کہ وہ اپریل فول ڈے پر کیا کررہے ہیں تو وہاں لائین ڈیڈ ہو چکی تھی یعنی ان کو سمجھ آچکا تھا کہ ان کے ساتھ مذاق کیا گیا ہے ۔اس جگہ غور کا مقام ہے کہ ایک ذرا سے مذاق سے ایک ملک کے سربراہ کا کتنا قیمتی وقت ضائع کیا گیا ۔یکم اپریل ۱۹۵۰ ءکو جرمن ٹیلی ویژن نے یہ خبر شائع کی کہ ٹاور آف پیسا گر گیا ہے اس خبر کو سن کر بہت سے لوگ مارے غم کے دیوانے ہوگئے لیکن جب اسکی حقیقت معلوم ہوئی تو پتہ چلا کہ اپریل فول بنایا گیا ہے

۲۰۰۵ ءمیں یکم اپریل کو ناسا کی آفیشیل ویب سائیٹ پر یہ خبر آئی کہ مریخ پر پانی مل گیا ہے اور جو تصویر وہاں پر ڈالی گئی تھی وہ یہ تھی کہ مارس نامی ایک چاکلیٹ پر پانی کا گلاس پڑا ہوا ہے۔

اس قسم کی یکم اپریل کو بے وقوف بنانے کی اور بھی بہت سی کہانیاں ہیں لیکن طوالت کے خوف سے چھوڑتے ہوئے اصل موضوع پر آتے ہیں کہ کوئی بھی عقل سلیم رکھنے والا شخص اس قسم کی نقصان دہ رسم کو پسند نہیں کرے گا کیونکہ اس میں مبتلا شخص کی ذہنیت بالآخر مجرمانہ ہو جاتی ہے اور وہ ہمیشہ اسی قسم کے لوگوں کو بے وقوف بنانے اور دھوکہ دینے کے منصوبے بناتا رہتا ہے ۔بعض اوقات ایک انسان کو بے وقوف بنانے کے لئے سارا گروپ پلاننگ کے ساتھ جھوٹ میں شامل ہوتا ہے اور اس کا سارا وبال ایک تنہا اور معصوم شخص پر پڑتا ہے۔

پھر جیسا سب کو معلوم ہے کہ ایک جھوٹ سے سو جھوٹ نکلتے ہیں ،اس بے ہودہ رسم سے آگے اور بہت سی بے ہودہ رسمیں پیدا ہوئیں ۔مثلاً اسکولوں کالجز میں first Day fool اور ریگنگ وغیرہ کے نتیجہ میں تو بہت سے ہونہار طلبا کو اپنی جان تک گنوانی پڑتی ہے۔

اسلامی تعلیم کیا ہے۔

ویسے تو ہر مذہب میں اس قسم کے بے ہودہ کاموں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے لیکن اسلام

نے اس سلسلہ میں بڑے واضح اصول بیان فرمائے ہیں ۔اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ تمام دنیا میں اپریل فول ڈے پر جب لوگ ایک دوسرے کو بے وقوف بنا رہے ہوتے ہیں تو دراصل وہ ایک ایسے خلق رذیل پر عمل پیرا ہو رہے ہوتے ہیں جو تمام بدیوں کی جڑ اور ام الخبائث ہے یعنی جھوٹ ۔اور یہ وہ بدی ہے جس سے بچنے کی قرآن مجید میں سخت تاکید ہے ۔یہاں تک کہ اسے شرک کے زمرے میں رکھا ہے ۔چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ۔فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج: ۳۱) یعنی تم بت پرستی کی پلیدی (یعنی شرک) سے بچو اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:’’قرآن شریف نے جھوٹ کو بھی ایک نجاست اور رجس قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۔دیکھو یہاں جھوٹ کو بت کے مقابل رکھا ہے اور حقیقت میں جھوٹ بھی ایک بت ہی ہے۔ورنہ کیوں سچائی کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتا ہے۔جیسے بت کے نیچے کوئی حقیقت نہیں ہوتی اسی طرح جھوٹ کے نیچے بجز ملمع سازی کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔جھوٹ بولنے والوں کا اعتبار یہاں تک کم ہوجاتا ہے کہ اگر وہ سچ کہیں تب بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ اس میں بھی کچھ جھوٹ کی ملاوٹ شامل نہ ہو ۔اگر جھوٹ بولنے والے چاہیں کہ ہمارا جھوٹ کم ہوجائے تو جلدی سے دور نہیں ہوتا۔مدت تک ریاضت کریں تب جا کر سچ بولنے کی عادت ان کو ہوگی۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۶۶ ایڈیشن ۲۰۰۳)

اسی طرح سورۃ الفرقان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (الفرقان ۷۳) یعنی رحمن خدا کے سچے بندے وہ ہیں جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب لغو باتوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ طور پر بغیر ان میں شامل ہوئے گزر جاتے ہیں۔

اسی طرح فرمایا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (سورۃ المومنون: ۴) یعنی وہ مومن کامیاب ہو گئے جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔ان تمام آیات قرآنیہ سے واضح ہوجاتا ہے کہ جھوٹ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی رذیل خلق ہے اور شرک میں داخل ہے۔

احادیث میں بھی جھوٹ کی سخت ممانعت بیان ہوئی ہے ۔چنانچہ بخاری کی ایک حدیث میں حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔قَالَ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ،وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ :اَلَا وَقَوْلَ الزُّوْرِ (بخاری کتاب الادب) یعنی کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں ؟ ہم نے کہا ضرور بتایئے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا اللہ کا شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا۔آپ تکیئے کا سہارا لے کر بیٹھے ہوئے تھے ، جوش میں آکر بیٹھ گئے اور بڑے زور سے فرمایا خبردار! جھوٹی بات۔

قارئین !ان تمام ارشادات سے واضح ہوجاتا ہے کہ جھوٹ اللہ اور رسول کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ ہے۔پھر جھوٹ ایک ایسی بدی ہے جس کو ترک کرنے سے انسان تمام بدیوں سے بچ جاتا ہے۔

حکم و عدل حضرت مسیح موعودؑ کا فرمان مبارک

حضرت مسیح موعودؑ اپریل فول جیسی بے ہودہ رسم کے متعلق فرماتے ہیں:

’’قرآن نے جھوٹوں پر لعنت کی ہے اور نیز فرمایا ہے کہ جھوٹے شیطان کے مصاحب ہوتے ہیں اور جھوٹے بے ایمان ہوتے ہیں ۔جھوٹوں پر شیاطین نازل ہوتے ہیں اور صرف یہی نہیں فرمایا کہ تم جھوٹ مت بولو بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ تم جھوٹوں کی صحبت بھی چھوڑ دو اور ان کو اپنا یار دوست مت بناؤ اور خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔اور ایک جگہ فرماتا ہے کہ جب تو کوئی کلام کرے تو تیری کلام محض صدق ہو۔ٹھٹھے کے طور پر بھی اس میں جھوٹ نہ ہو۔اب بتلاؤ یہ تعلیمیں انجیل میں کہاں ہیں ۔اگر ایسی تعلیمیں ہوتیں تو عیسائیوں میں اپریل فول کی گندی رسمیں اب تک کیوں جاری رہتیں ۔دیکھو اپریل فول کیسی بُری رسم ہے کہ ناحق جھوٹ بولنا اس میں تہذیب کی بات سمجھی جاتی ہے۔‘‘

(نور القرآن نمبر ۲ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰۸)

پھر آپ جھوٹ سے پیار کرنے والی اقوام کے ذکر میں فرماتے ہیں:’’اس قوم کا جھوٹ سے پیار کرنا اپریل فول کی رسم سے بھی ثابت ہوتا ہے ۔ان لوگوں کا خیال ہے کہ اگر اپریل کی تحریروں اور اخباروں میں خلاف واقعہ باتیں اور خلاف قیاس امور شائع کئے جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں‘‘

(ضیاء الحق روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۲۹۹)

اسی طرح قرآن مجید و احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات میں جھوٹ کی ممد و معاون برائیوں جیسے چغلی، طعنہ زنی، فحش کلامی، زبان درازی اور غیبت بہتان تراشی وغیرہ کی سخت ممانعت آئی ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان رذائل سے بچنے کی توفیق دے آمین۔

مثبت کردار۔اس سلسلے میں ہم سب کو مثبت کردار ادا کرنا ہوگا۔جیسا کہ بعض تنظیمیں اور اخبارات کرتے بھی ہیں ۔مثلاً روزنامہ جنگ اپنی یکم اپریل ۲۰۰۹ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

’’آج اپریل فول ڈے ہے ۔ہر اطلاع کی پہلے تصدیق کرلیں ۔اپریل فول ڈے آج ہوگا۔اس روز کسی بھی خبر پر یقین کرنے سے پہلے اس کی تصدیق کرلی جائے تو بہتر ہوگا۔کیونکہ اس روز بہت سے غیر سنجیدہ لوگ جھوٹی خبروں کے ذریعے دوسروں سے مذاق کرتے ہیں۔‘‘

یعنی صورت حال کچھ ایسی بن گئی ہے کہ یکم اپریل کو آپ کو سچ بولنے کے لئے بھی ثبوت فراہم کرنے ہوں گے اور یہ سب اس بے ہودہ رسم کی وجہ سے ہے۔اس سلسلے میں بہت سے مثبت اقدامات اٹھائے جاسکتے ہیں مثلاً لوگوں کو اس کے نقصانات کے بارے میں بتایا جائے ۔جو لوگ اس قسم کی کاروائیوں میں ملوث ہوتے ہیں ان کو نرمی اور پیار سے سمجھایا جائے ۔اور اگر وہ اپنی کاروائیوں سے باز نہ آئیں تو دوسروں کو بتادیا جائے کہ ایسے لوگوں سے محتاط رہیں ۔اس طرح یا تو یہ لوگ سدھر جائیں گے یا پھر معاشرہ ان کی باتوں پر یقین نہیں کرے گا۔یکم اپریل کے دن کو سچائی کے دن کے طور پر منایا جائے اور اس دن سچائی کو عام کیا جائے ۔اور پھر اسی دن ہی نہیں بلکہ ہر دن سچ کو اختیار کیا جائے ۔چاہے کتنی ہی مشکل گھڑی آجائے سچ کا دامن ہرگز نہ چھوڑا جائے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول سے واضح ہے جس میں آپ نے ایک سائل کے سوال کہ کون سا جہاد افضل ہے کے جواب میں فرمایا’’انصاف کے رستہ سے بھٹکے ہوئے بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا۔‘‘(نسائی)

حضرت مسیح موعودؑ کے پاکیزہ اسوہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مشکل سے مشکل صورت حال کے پیش آنے پر بھی آپ نے جھوٹ کو اختیار نہیں کیا۔ چنانچہ مقدمہ ڈاکخانہ کے موقع پر جب وکیل نے آپ کو جھوٹ بولنے کا مشورہ دیا تو یہ جانتے ہوئے بھی کہ سچ بولنے پر آپ کو سزا ہوسکتی ہے آپ نے جھوٹ نہیں بولا اور سچ پر قائم رہے ۔اور آخر اسی سچ کی برکت سے آپ باعزت بری ہوئے۔

بعض لوگ مصلحتاً جھوٹ بولنے کو جائز قرار دیتے ہیں لیکن کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

جھوٹ کیوں بولیں فروغ مصلحت کے نام پر
زندگی پیاری سہی لیکن ہمیں مرنا تو ہے

اعلان وقف بعد از ریٹائرمنٹ کی بابرکت تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۹۳۴ء میں ایسے احباب کیلئے جو اپنی ملازمت سے ریٹائر ہو چکے ہوں ان کیلئے ’’وقف بعد از ریٹائرمنٹ‘‘ کی بابرکت تحریک کا اجراء فرمایا تھا۔ایسے ریٹائر احباب جماعت جو سلسلہ کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہوں اور صحت ٹھیک ہو وہ اپنے آپ کو خدمت دین کیلئے وقف کریں اور اپنی درخواستیں اپنے کوائف کے ساتھ صدر جماعت /زونل امیر کی سفارش کے ساتھ نظارت علیا قادیان میں بھجوائیں ۔اس سلسلہ میں خلفاء احمدیت کے ارشادات پیش کئے جارہے ہیں۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

’’وقف زندگی سے متعلق میں آج انصار اللہ کو تحریک کرنا چاہتا ہوں ۔وہ خصوصیت کے ساتھ وقف کی طرف توجہ کریں ......ہمارے بہت سے ایسے انصار ہیں جو ریٹائرمنٹ کی عمر کو پہنچنے والے ہیں بہت سے ایسے بھی ہیں جو ریٹائرمنٹ کو پہنچ چکے ہیں ۔ان میں سے کچھ ایسے بھی ہوں گے جن کو ذریعہ معاش کی کچھ اور صورتیں حاصل ہوگئی ہوں گی ۔روزی کمانے کے کچھ نئے نئے رستے میسر آگئے ہوں گے لیکن کچھ ایسے بھی ہوں گے اور غالباً زیادہ تعداد ایسے دوستوں کی ہوتی ہے جن کو ریٹائرمنٹ کے بعد کوئی کام نہیں ملتا۔پس جن کو کام نہیں ملتا ان کی اس سے زیادہ خوش نصیبی اور کیا ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی بقیہ عمر خدا کے دین کی خدمت کیلئے رضا کارانہ طور پر وقف کریں (یہ وقف خصوصی وقف ہے ۔اس لئے یہ رضا کارانہ طور پر ہوگا اس میں سلسلہ ان کو مالی لحاظ سے کچھ بھی نہیں دے گا)......ایسے واقفین بھی چاہئیں جو یہ توفیق رکھتے ہوں کہ مرکز سے باہر جا کر بھی خدمت دین کرسکیں ۔یہ بھی اسی قسم کا رضا کارانہ وقف ہوگا۔‘‘(خلفاء احمدیت کی تحریکات اور ان کے شیریں ثمرات صفحہ ۴۸۶ ناشر نظارت اشاعت ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’آج میں خاص طور پر اس نقطۂ نگاہ سے دو امور کی طرف جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔صدر انجمن میں بھی اور تحریک جدید میں بھی جس تیزی سے کام پھیل رہے ہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ نئے نئے واقفین آگے آئیں جب گذشتہ سال میں نے ریٹائرمنٹ کے بعد وقف کی تحریک کی تھی تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک بہت بڑی تعداد نے اپنے آپ کو پیش کیا اور یوں لگتا تھا کہ وہ ضرورت سے بڑھ جائے گی تعداد اور جب ان کو مختلف شعبوں میں لگایا تو معلوم یہ ہوا کہ شعبے آنے والوں کی تعداد کی نسبت زیادہ تیزی سے پھیلنے لگے۔صدر انجمن میں ہی مثلاً اس سال تصنیف و اشاعت کا کام بہت زیادہ بڑھ گیا ہے ان کو نئے آدمی بھی دیئے لیکن پھر بھی ابھی ضرورت پھیلتی جارہی ہے۔تعلیم کا جو کام زیر نظر ہے اس کے پیش نظر موجودہ سٹاف کام نہیں کرسکتا۔پورا نہیں اتر سکتا اس کام پر اور چند مہینے کے اندر اندر ایسے واقفین کی ضرورت پڑے گی جو تعلیم کے ماہرین ہوں ۔جہاں تک مستورات کا تعلق ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے پانچ واقفات مل گئی ہیں جنہوں نے بچیوں کو تعلیم دینے کے سلسلہ میں اپنے نام پیش کئے ہیں اور پانچوں نے ساتھ یہ لکھا ہے کہ ہم خالصۃً رضا کارانہ کام کریں گی اور اگر ہمیں کہا جائے تو فوری طور پر استعفیٰ دے کر بھی آنے کے لئے تیار ہیں ۔تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خواتین میں بھی جذبہ بہت ہی بڑھتا چلا جارہا ہے خدمت کا لیکن لڑکوں کے سکولوں کے لئے اور بہت سے ایسے کام زیر نظر ہیں جن کے لئے اسی طرح ایسے اساتذہ کی ضرورت ہوگی پروفیسرز کی ضرورت ہوگی جو دنیا میں اپنے کام کرنے کے بعد یہ محسوس کریں کہ اب کافی ہوگئی اب ہمیں بقیہ زندگی خدا تعالیٰ کے خاطر خالصۃً وقف کردینی چاہئے ۔ایک وقت تک انسان کے لئے دنیا کمانا بھی ضروری ہے انہی لوگوں کا پیسہ پھر سلسلہ کو بھی ملتا ہے اور پھر کئی طرح سے فائدے پہنچتے ہیں لیکن بہت سے ایسے طبقے ہیں جن میں ایک عرصہ تک خدمت، دنیا کمانے کے بعد پھر اتنا پس انداز کرلیتے ہیں اور بعض دفعہ ان کو نئے ذرائع آمد مل جاتے ہیں ۔بعض دفعہ فارغ ہوجاتے ہیں بچوں سے اور جو پنشن ہے وہی کافی ہوجاتی ہے بقیہ وقت کیلئے تو ایسے لوگ میرے پیش نظر ہیں وہ باآسانی بقیہ وقت خالصۃً اللہ تعالیٰ کیلئے اپنے آپ کو پیش کرسکتے ہیں اور اب تک جنہوں نے کیا ہے ان کا معیار خدا کے فضل سے بہت ہی بلند ہے۔‘‘ (خطبات طاہر جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۷۳۔۱۷۴ خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ مارچ ۱۹۸۴ء)

اذکروا موتاکم بالخیر

یادِ رفتگان

محترم مولانا بشیر احمد دہلوی صاحب کا ذکرِ خیر

بشارت احمد بشیر، پونچھ

جماعت احمدیہ ہندوستان کے ایک نامور عالم شعلہ بیان مقرر، شہرہ آفاق شخصیت کے حامل، مفکر دین، دیدہ ور مصنف، قرآن مجید ہندی کے مترجم، سنسکرت کے سکالر محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی کا ذکر خیر مراد ہے۔ یقیناً آپ جماعت میں ایک قدآور شخصیت تھے۔ سفید پگڑی۔ کالی شیروانی اور سفید شلوار کالی بھرپور داڑھی کشائی خوبصورت چہرہ اور عالمانہ چال اُن کی قدآور شخصیت کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ آپ جلسہ سالانہ قادیان میں اسٹیج کی رونق ہوا کرتے تھے۔

بقول غالب ؎

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی جو پنہاں ہوگئیں

محترم مولانا صاحب مرحوم کے ساتھ ناچیز کے ۱۹۷۱ء سے ۱۹۹۰ء تک بہت ہی قریبی تعلقات رہے اور آپ کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ آپ نہایت منکسر المزاج، خوش رو، خوش مزاج اور مرنجان مرنج طبیعت رکھتے تھے۔ گہری نظر رکھنے والے تھے۔ ایک خصوصیت جو آپ کو دیگر علماء سے ممیز و ممتاز کرتی تھی وہ آپ کی سادگی تھی۔ آپ باوجود گہرا علم رکھنے کے نخوت و تکبّر سے کلیتاً مبرہ و منزہ تھے۔ آپ عالمی سیاست و حالات پر عمیق نظر رکھتے۔ خاکسار اور محترم مولانا مرحوم ۱۹۷۱ء میں جب وہ دہلی کے صوبائی مبلغ تھے اور ناچیز یادگیر (کرناٹک) میں مبلغ تھا۔ مدرسہ احمدیہ قادیان کی آخری کلاس میں ''موازنہ مذاہب کا'' مضمون لگایا گیا۔ جس کو پڑھانے کیلئے مولانا صاحب اور خاکسار کا تبادلہ مدرسہ احمدیہ میں کیا گیا۔ مرحوم ایک گھنٹہ لائبریری میں بیٹھ کر مختلف کتب سے نوٹس تیار کرواتے۔ اور دوسرے دن کلاس میں پڑھاتے۔ ہمارے صرف تین تین پیریڈ ہوتے تھے۔ بڑے اخلاص کے ساتھ دو سال اکٹھے کام کیا۔ جو زندگی کا ایک یادگار اور ناقابل فراموش سفر ہے۔

مہمان نوازی بھی اُن کا طُرۂ امتیاز رہی۔ قادیان قیام کے دوران خاکسار بھی اکیلا تھا اور مولوی صاحب مرحوم کے بچے بھی دہلی قیام رکھتے تھے۔ وہ کبھی خود کھانا پکاتے اور کبھی سالن پکاتے اور روٹی لنگر سے منگوا لیتے اور ناچیز کو بلا لیتے اور اکٹھے بیٹھ کر کھانا تناول کرتے اور جب اُن کی اہلیہ محترمہ دہلی سے تشریف لائیں تو اس کے بعد بھی ناچیز کو اکثر بلا لیتے۔

خاکسار کو ایک لمبا عرصہ پونچھ راجوری اور جموں بطور انچارج مبلغ اور بطور صدر منصوبہ بند تبلیغی کمیٹی کے طور پر خدمات بجا لانے کا موقع ملا۔ اس دوران کئی کامیاب کانفرنسز کی گئیں۔ جس میں آپ کے علاوہ محترم مولانا شریف احمد امینی صاحب مرحوم، محترم مولانا عبدالحق فضل صاحب مرحوم، محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب حال صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان تشریف لاتے۔ عموماً کانفرنس کے اختتام میں محترم مولانا بشیر احمد فاضل صاحب دہلوی کی ہندو دھرم اور اسلام کے موضوع پر تقریر ہوتی اور ہزاروں ہندو بھائی آپ کی تقریر سننے آتے اور آپ کے علم سے گہرا اثر قبول کرتے۔ اس کے علاوہ دیگر علمائے کرام کی تقاریر کی بھی تعریف کئے بغیر نہ رہتے۔ اور یوں آپ نے اپنے علم کی چھاپ چھوڑی جس کو آج تک اہل علم طبقہ یاد کرتا ہے۔

چمبہ ہماچل پردیش میں کانفرنس:

مرحوم ناظر دعوت و تبلیغ تھے ۱۹۸۵ء اپریل میں خاکسار کو کچھ دنوں کیلئے چمبہ بھیجا۔ یہاں خاکسار ۱۹۶۷ تا ۱۹۷۰ خدمت بجا لا چکا تھا۔ خاکسار نے چمبہ کے رنگ محل کے ہال میں چمبہ کے اہل علم اور دانشور طبقہ سیاسی و سماجی احباب کے علاوہ شہر کے معززین اور ضلع افسران کو بذریعہ دعوتی کارڈ مدعو کیا۔ تمام احباب تشریف لائے۔ قادیان سے محترم مولانا صاحب مرحوم کے علاوہ محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے ناظم وقف جدید۔ مکرم وحید الدین صاحب شمسؔ اور چند نوجوان شامل تھے۔ آپ کی عالمانہ تقریر سے وہاں ہر طبقہ کے لوگ متاثر ہوئے۔ معززین میں محترم راجہ گلاب سنگھ صاحب محترم راجہ نرائن سنگھ صاحب خصوصی مہمان تھے۔ اختتام جلسہ اور چائے کے بعد سوال و جواب کی محفل منعقد ہوئی۔

بعض احباب نے بار بار اس بات کی خواہش کی کہ ایسے پروگرام یہاں بار بار ہونے چاہئیں۔ جس سے باہم میل جول اور Brotherhood کی فضا پیدا ہو۔ ۱۹۳۷ میں جب ملکانہ علاقہ یوپی میں شدھی کی تحریک شروع ہوئی اُس وقت آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خصوصی طور پر بھجوایا اور وہاں بھی قابل قدر خدمات انجام دیں۔

۱۹۷۰ء میں جب آپ اُتر پردیش کے انچارج مبلغ تھے (رُڑکی) شہر میں یہاں صرف ایک نئے احمدی محمد یعقوب صاحب تھے اور مقامی مبلغ محترم مولوی محمد ایوب صاحب بٹ درویش حال مقیم قادیان تھے۔ دونوں کی کوشش سے شاندار کانفرنس ہوئی۔ اس مقام پر محترم مولوی محمد ایوب بٹ صاحب کی نمایاں خدمات رہیں۔ یہاں پر مسلمانوں نے زبردست مخالفت کی قادیان سے گئے نوجوانوں کو دیواروں پر اشتہار لگانے کی پاداش میں زدوکوب کیا گیا۔ ٹاؤن ہال جہاں یہ جلسہ ہونا تھا بند کروا دیا۔ اور جہاں مہمانوں کے کھانے کا انتظام تھا وہاں پر پابندی لگوا دی۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے یہاں کے ہندو دوستوں نے غیر معمولی مدد کی۔ چنانچہ ہمارے مہمانوں کو ٹھہرانے کیلئے آریہ سماج والوں نے تین دن کیلئے اپنا ہائی اسکول بند کیا اور سناتن دھرم والوں نے اپنا پنڈال تین دن کیلئے بند کیا اور کہا کہ یہاں پر آپ جلسہ کریں۔ اس کانفرنس میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحبؒ کے ساتھ قادیان کے ۷۰ سے زائد نوجوان بھی تھے اور مدرسہ احمدیہ کے استاد جن میں موجودہ ناظر صاحب اعلیٰ محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب بھی شامل تھے۔ دو دن شاندار کانفرنس ہوئی۔ جو مولانا صاحب مرحوم کی قائدانہ صلاحیتوں پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہے۔ اس کانفرنس میں محترم مولانا شریف احمد امینی صاحب مبلغ انچارج مہاراشٹر، ممبئی سے اور خاکسار یادگیر میسور (کرناٹک) سے شریک ہوا تھا۔ اس موقعہ پر جملہ علمائے کرام کلیر شریف درگاہ اور ہردوار کا دورہ بھی کیا۔ اس کانفرنس میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی بنفس نفیس شرکت بھی خصوصی ظفر و کامیابی کا باعث بنی۔

واپسی پر دہلی میں دو دن ہم سب آپ کے مہمان رہے۔ آپ نے مہمان نوازی میں کوئی کمی باقی نہ رکھی۔ آپ نے کلکتہ، جموں کشمیر اور اتر پردیش کے انچارج مبلغ کی حیثیت سے شاندار خدمات انجام دیں۔

۱۹۷۴ء میں جب پاکستانی اسمبلی نے جماعت کے خلاف بہیمانہ اور سفاکانہ فیصلہ کیا تھا۔ مولانا بشیر احمد فاضل صاحب مرحوم سرینگر تشریف لائے تھے۔ خاکسار مع مولوی غلام نبی نیاز مبلغ انچارج سرینگر کشمیر شیخ محمد عبداللہ صاحب کی رہائش گاہ پر ملاقات کیلئے گئے تو مرحوم نے اس فیصلہ کا ذکر کیا۔ آپ نے اپنے حلقہ احباب اور ساتھیوں کے دلوں میں انمول نقوش چھوڑے ہیں۔ بحیثیت ناظر آپ نے کبھی اپنے ماتحت کام کرنے والوں کو مرعوب نہیں کیا بلکہ ہمیشہ خندہ پیشانی سے ملتے۔ نہایت پیار اور خوش اسلوبی سے سمجھاتے۔ آپ کے اندر حکمانہ انداز کبھی دیکھنے کو نہیں ملتا تھا اور جب بھی دفتر میں کوئی کارکن جاتا مسکرا کر ملتے۔ ہنستے مسکراتے چہرہ سے آمد کی غرض پوچھتے۔

مرحوم بہت سی خوبیوں و مناقب و حسنات سے مرصع تھے۔ آپ بے لوث خوددار و باوقار جید عالم تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند اور تہجد گزار بزرگ تھے۔ یہ وہ حسنات و خوبیاں ہیں جنہوں نے آپ کے دوست اور دشمنوں کو اپنا گرویدہ بنا دیا۔ آپ بہت سی علمی کتب کے مصنف تھے جو آپ کی یادگار ہیں۔ جس میں ''ورتمان یگ کا اوتار'' مشہور و معروف ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تربت پر رحمتوں کی بارش کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے آمین۔

آخری وقت آپ اپنے بیٹے کے پاس لندن میں رہے اور وہیں وفات پائی آپ کی میت کو بذریعہ طیارہ قادیان لایا گیا۔ بہشتی مقبرہ میں آپ دفن ہوئے

گذرے ہیں تیرے بعد بھی کچھ لوگ ادھر سے
لیکن تیری خوشبو نہ گئی اس راہ گذر سے

اے خدا بر تربت او ابر رحمت ہا ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

Ph.: 08479-240269, 09845924940, 09986253320
Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji

BHARAT BATTERIES & AUTO ELECTRICALS
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Battery Re-build & all Vehicles Automobiles, Electrical Job work undertaken
Opp. S.B.H., B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Dt. Yadgir, Karnataka

ADEEBA APPAREL'S
Contact for all types Manufacturing of
SUITS & SHERWANI
House No. 1164, Gali Samosaan
Farash Khana Delhi- 110006
Tanveer Akhta 08010090714,
Rahmat Eilahi 09990492230

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
نسخہ سرمہ نور و کاجل اور حبّ اٹھرہ و زدجام عشق کیلئے رابطہ کریں

ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)
عبدالقدوس نیاز (موبائل) 098154-09445

ملکی رپورٹیں

جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کاماریڈی: ۲۷ جنوری ۲۰۱۳ بروز اتوار جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیر صدارت مکرم محمد اللہ صاحب صدر جماعت منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم محمد شہاب الدین صاحب، مکرم مولوی محمد عمر صاحب، مکرم محمد منیر احمد صاحب اور مکرم محمد معین الدین صاحب اور خاکسار نے آنحضورؐ کی سیرت پر تقاریر کیں۔

چنداپور: ۲۷ جنوری ۲۰۱۳ کو بعد نماز مغرب و عشاء مسجد چنداپور میں زیر صدارت مکرم محمد ہدایت اللہ صاحب صدر جماعت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعقد کیا گیا۔ تلاوت کلام پاک اور نعت کے بعد مکرم ناصر احمد مکرم محمد شوکت، مکرم عطاء اللہ اور مولوی محمد ایوب صاحب نے تقاریر کیں۔ اس موقع پر حاضرین کو کھانا بھی کھلایا گیا۔

عادل آباد: ۳ رفروری کو جلسہ سیرت النبیؐ مکرم محمد عرفان خان صاحب کے مکان پر زیر صدارت فاروق احمد خان جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ (شیخ نور احمد میاں سرکل انچارج نظام آباد)

بک اسٹال قادیان

قادیان ۱۵ فروری ۲۰۱۳ بروز جمعۃ المبارک مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ مبارک کی جانب سے نور ہسپتال کے سامنے ایک بک سٹال لگایا گیا۔ یہ بک سٹال صبح ۱۱ بجے سے شام ۶ بجے تک لگایا گیا اللہ کے فضل سے اس بک سٹال میں ۳۵۰ لیف لیٹ تقسیم کیے گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حقیقی عشق بزبان پنجابی بھی تقسیم کیا گیا۔ اس موقعہ پر مکرم سید شرجیل احمد صاحب مکرم ضیاء الدین صاحب، مکرم مبشر احمد خادم صاحب اور زعیم حلقہ مبارک نے خصوصی تعاون دیا۔

(عدیل احمد خادم منتظم تبلیغ حلقہ مبارک مجلس خدام الاحمدیہ قادیان)

تبلیغی جلسہ

بنگلور: ۴ نومبر ۲۰۱۲ بروز اتوار بعد نماز عصر احمدیہ مسجد ولسن گارڈن بنگلور میں ایک تبلیغی جلسہ کا انعقاد کیا گیا جس کی صدارت محترم محمد شفیع اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ ساؤتھ کرناٹک نے کی۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد جلسہ کی پہلی تقریر مکرم قریشی عبد الحکیم صاحب نے بعنوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات کی۔ دوسری تقریر مکرم وجیہ اللہ صاحب نے کی۔ جلسہ کی آخری تقریر خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اسلام کے موضوع پر کی۔ (محمد کلیم خان۔ مبلغ انچارج ساؤتھ کرناٹک)

تربیتی اجلاس

کیرلہ: ۲۰ جنوری ۲۰۱۳ مسجد بیت القدوس میں ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں تلاوت و نظم کے بعد مربیان کرام نے مختلف موضوعات پر تقاریر کیں۔ اس اجلاس میں چند افراد کو بیعت کر کے جماعت میں داخل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ۔ قارئین کی خدمت میں نو مبائعین کی استقامت کیلئے اور جماعت احمدیہ کالیکٹ کی مساعی میں برکت کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(سلطان احمد ظفر۔ ایڈیشنل ناظر دعوت الی اللہ جنوبی ہند)

15 واں سالانہ اجتماع وقفِ نَو قادیان

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ قادیان جو کہ جماعت احمدیہ کا دائمی مرکز ہے میں ہمیں یہ سعادت نصیب ہوئی کہ واقفین کے اجتماع میں خدمت کا موقع ملا۔ اِمسال یہ اجتماع 25 تا 27 جنوری 2013ء منعقد ہوا۔ جس میں علمی و ورزشی مقابلہ جات کے علاوہ کئی خصوصی پروگرام بھی منعقد کئے گئے۔ مورخہ 26 جنوری 2013 کو مسجد مبارک میں باجماعت نماز تہجّد ادا کی گئی۔ امامت کی سعادت مکرم سیّد کلیم الدین احمد صاحب مربی سلسلہ نے پائی۔ نماز فجر کے بعد مکرم ڈاکٹر جاوید احمد لون صاحب مربی سلسلہ برائے وقفِ نَو قادیان نے سلور جوبلی کی مناسبت سے درس دیا۔ درس کے بعد محترم امیر صاحب جماعتِ احمدیہ قادیان نے مزار مبارک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بمقام بہشتی مقبرہ قادیان اجتماعی دُعا کروائی۔

مورخہ 27.01.13 بعد نماز مغرب و عشاء بمقام مسجد اقصیٰ محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کی زیر صدارت اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب میں مکرم شیراز احمد صاحب ناظر تعلیم

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

منقولات

جو میں نے دیکھا شائد آپ بھی اس پر یقین نہ کریں

شام آنند ڈائریکٹر پیرس ٹیلی فلمز چنڈیگڑھ

بھارت کو عظیم کیوں کہا جاتا ہے؟ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ انہی میں سے ایک وجہ ہے بھارت میں بہت سے دھرموں کا ہونا۔ اکیلے بھارت میں اتنے دھرم ہیں کہ ان کو سمجھنا ان کو جاننا عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔ ہاں ایک بات ضروری ہے یہاں کے لوگوں میں انہی دھرموں کی وجہ سے دھرم کے نام پر لڑائیاں ہونا بھی عام بات ہے۔ ہر کوئی اپنے مذہب کو ہی سب سے اونچا بتاتا ہے۔ مجھے بہت سے مذاہب کے مذہبی جلسوں میں شمولیت کی دعوت آتی رہتی ہے۔ اور میں سبھی مذاہب کے مذہبی پروگراموں میں جانے کی کوشش کرتا ہوں مگر میں نے آج تک کسی بھی مذہب میں دوسرے مذہب کے متعلق تعریف نہیں سُنی۔

اس طرح اس سال کے آخر میں بھی مجھے ایک مسلم فرقہ کی ایک تنظیم جماعت احمدیہ کا خاص دعوت نامہ ملا۔ جس میں اس تنظیم کے انٹرنیشنل اجلاس میں مجھے بلایا گیا۔ یہ پروگرام ۲۹۔۳۰۔۳۱ دسمبر ۲۰۱۲ء کو گورداسپور ضلع کے قادیان شہر میں تھا۔ جو رتیا سے قریباً ۳۵۰ کلومیٹر دور تھا۔ اور زیادہ سردی کی وجہ سے دل نہیں مان رہا تھا لیکن اس تنظیم کے نمائندے شمس الحق کی خاص درخواست پر مجھے جانا پڑا۔ جو میں نے دیکھا شائد آپ بھی اس پر یقین نہ کریں۔ اس تنظیم کا یہ پروگرام مکمل طور پر مذہبی تھا۔ جس میں ہندوستان کے علاوہ دنیا کے تیس ممالک سے لوگ آئے ہوئے تھے۔ پنجاب سرکار و ہندو سکھ عیسائی، نامدھاری سنت سماج وغیرہ سب کے نمائندوں نے باری باری سے سٹیج پر اپنے خیالات رکھے۔ حیرانی کی بات یہ تھی کہ جب بھی مسلم بھائی اپنے اسلام کا نعرہ لگاتے تو ساتھ میں شری گورو بابا نانک و شری رامچندر جی و شری کرشن جی کا بھی اس جوش سے نعرہ لگاتے۔ جسے دیکھ کر میں حیران ہو رہا تھا کہ میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں۔ میں نے تو ہندو اور مسلمان کو ہمیشہ سے ہی لڑتے دیکھا ہے۔ میں نے اس جماعت کے چیف جناب عنایت اللہ صاحب سے جب بات کی تو انہوں نے بتایا کہ ہماری تنظیم جماعت احمدیہ سبھی مذاہب کا عزت و احترام کرتی ہے۔............ انہوں نے بتایا کہ یہ ہمارا ۱۲۱واں جلسہ ہے۔ جو کہ لگاتار قادیان میں ۱۲۱ سالوں سے منعقد ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد جو کہ لندن میں ہیں کہتے ہیں کہ انسان ایک ہے جسے اللہ نے بنایا ہے سب اپنا کرم کھاتے ہیں اور ہم ساری دنیا کی دیواریں توڑ کر سب کو ایک دیکھنا چاہتے ہیں۔ دھرم کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہوتا۔

یہاں کا سارا پروگرام میرے لئے کسی اچنبھے سے کم نہیں تھا۔ یہاں پر آنے والے لوگوں کیلئے بڑے ہی اچھے ڈھنگ سے رہنے و کھانے پینے کا انتظام تھا۔ شدید سردی کے باوجود یہاں کے خدام بڑی ہی خوشی اور عزت سے اپنی ڈیوٹی نبھا رہے تھے۔ جناب منیر احمد خادم صاحب اور جناب عنایت اللہ صاحب نے مجھے بہت عزت دی۔ جسے میں کبھی بھلا نہیں سکتا۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ کاش! ہمارے سبھی مذہب اس طرح کی سوچ بنالیں تو دنیا میں کبھی بھی کوئی جھگڑا نہ ہو اور ہم سب مل جل کر رہیں اور زندگی کا حقیقی لطف اُٹھالیں۔

(بشکریہ۔ گوسوامی ایکسپریس ہریانہ ۲۱ جنوری ۲۰۱۳)

❁❁

و نائب ناظر اعلیٰ اور مکرم سلطان احمد صاحب ظفر صدر وقفِ نَو کمیٹی اور مکرم مبارک احمد صاحب چیمہ صدر عمومی بطور مہمان خصوصی تشریف لائے۔ مکرم شیراز احمد صاحب اور مکرم سلطان احمد ظفر صاحب نے والدین واقفین اور واقفینِ نَو کو اُن کی ذمّہ داریوں کی طرف توجہ دِلائی۔ بعدہ سلور جوبلی کی مناسبت سے ایک ڈاکومینٹری بھی دکھائی گئی۔

اِس کے بعد واقفین و واقفات نو کا تعلیمی و تربیتی ماہنامہ رسالہ ''اسماعیل'' کا رسمی اجراء محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کے ذریعہ کروایا گیا۔

بعدہٗ محترم امیر صاحب جماعتِ احمدیہ قادیان نے اختتامی خطاب فرمایا۔

بعدہ نمایاں کامیابی حاصِل کرنے والے واقفین کے درمیان انعامات تقسیم کئے گئے۔ تقسیم انعامات کے بعد محترم امیر صاحب نے دُعا کروائی۔

(طاہر احمد بیگ صدر اجتماع کمیٹی سالانہ اجتماع واقفین نو ۲۰۱۳ء)

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9464066686
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 62 Thursday 28 March 2013 Issue No 13

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 500/-
ByAir: 45 Pounds or 70 U.S. $
: 50 Euro
:70Canadian Dollar

اللہ تعالیٰ سے اگر تعلق جوڑنا ہے، اپنی نیک خواہشات کی تکمیل کروانی ہے، دشمن کی ناکامی کے نظارے دیکھنے ہیں تو ہمیں عابد بننے کی طرف توجہ دینی ہوگی

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15 مارچ 2013 بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن

تشہد، تعوذ، اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ المومنون کی آیات ۱۰۷ تا ۱۱۲ کی تلاوت فرمائی۔

قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ○رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ○قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ○اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ○فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَ كُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ○اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ○

حضور انور نے فرمایا گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اقتباس کے حوالے سے جو خطبہ کے ابتداء میں ہی میں نے پڑھا تھا، یہ بتایا تھا کہ دعا کیا ہے؟ دعا سے کس طرح تسلی اور سکینت ملتی ہے۔ دعا کی فلاسفی کیا ہے اور کس طرح مانگنی چاہئے۔ یعنی دعا مانگنے کا معیار کیا ہے جو ایک مؤمن کو اختیار کرنا چاہئے۔

اصل میں تو دعا کی یہ روح اور فلاسفی قرآنِ کریم کی ہی بیان فرمودہ ہے اُس میں بیان ہوئی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر کھول کر ہمارے سامنے بیان فرمائی۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بعض اور ارشادات بھی ہیں جو بڑے مختصر ارشادات ہیں لیکن دعا کرنے اور دعا کی حقیقت جاننے کے ایسے طریقے اور اسلوب ہیں جن پر عمل کر کے ایک انسان خدا تعالیٰ کا قرب پانے والا اور دعا کی حقیقت جاننے والا بن جاتا ہے۔ آپ علیہ السلام اپنی ایک مجلس میں فرماتے ہیں کہ دعاؤں کی قبولیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرے۔ اگر بدیوں سے نہیں بچ سکتا اور خدا تعالیٰ کی حدود کو توڑتا ہے تو دعاؤں میں کوئی اثر نہیں رہتا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک اور موقع پر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کے لئے ایک محویت کی ضرورت ہے۔ ہم بار بار اپنی جماعت کو اس پر قائم ہونے کے لیے کہتے ہیں۔ کیونکہ جب تک دنیا کی طرف سے انقطاع اور اس کی محبت دلوں سے ٹھنڈی ہو کر اللہ تعالیٰ کے لیے فطرتوں میں طبعی جوش اور محویت پیدا نہیں ہوتی اس وقت تک ثبات میسر نہیں آ سکتا۔

فرمایا دُعا کی قبولیت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ اللہ کا رحم ہے اُس شخص پر جو امن کی حالت میں اسی طرح ڈرتا ہے جس طرح کسی پر مصیبت وارد ہوتی ہو تو وہ ڈرے۔ جو امن کے وقت خدا تعالیٰ کو نہیں بھلاتا۔ خدا اسے مصیبت کے وقت میں نہیں بھلاتا اور جو امن کے زمانہ کو عیش میں بسر کرتا ہے اور مصیبت کے وقت دعائیں کرنے لگتا ہے تو اس کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں۔ جب عذاب الٰہی کا نزول ہوتا ہے تو توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے پس کیا ہی سعید وہ ہے جو عذاب الٰہی کے نزول سے پیشتر دعاؤں میں مصروف رہتا ہے، صدقات دیتا ہے اور امر الٰہی کی تعظیم (یعنی جو حکم خدا تعالیٰ نے دیئے ہیں، اُنہیں بجالانے کی کوشش کرتا ہے، پورے عزت و احترام کے ساتھ) اور خلق اللہ پر شفقت کرتا ہے۔ اپنے اعمال کو سنوار کر بجالاتا ہے یہی ہیں جو سعادت کے نشان ہیں۔ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اسی طرح سعید اور شقی کی شناخت بھی آسان ہوتی ہے۔

پس یہ وہ اہم مضمون ہے جسے ایک مسلمان کو، اُس مسلمان کو جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو مانا ہے، جس نے زمانے کے امام اور مسیح و مہدی موعود کی بیعت میں آنے کی سعادت پائی ہے۔ اُس کو ان باتوں کو سمجھنے اور عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے وہ فرماتا ہے قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤ کم۔ یعنی کہہ دے کہ میرا رب تمہاری پرواہ ہی کیا کرتا ہے، اگر تمہاری طرف سے دعا ہی نہ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ کامل عابد وہی ہو سکتا ہے جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے، لیکن اس آیت میں اور بھی صراحت ہے، مزید کھول کر بیان کیا ہے یعنی ان لوگوں کو کہہ دو۔ کہ اگر تم لوگ رب کو نہ پکارو تو میرا رب تمہاری پرواہ ہی کیا کرتا ہے۔ یا فرمایا کہ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ عابد کی پرواہ کرتا ہے۔ دعائیں کرنے والوں کی پرواہ کرتا ہے۔ اُس کی عبادت، اپنی عبادت کرنے والوں کی پرواہ کرتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ سے اگر تعلق جوڑنا ہے، اپنی نیک خواہشات کی تکمیل کروانی ہے، دشمن کی ناکامی کے نظارے دیکھنے ہیں تو ہمیں عابد بننے کی طرف توجہ دینی ہو گی، حقیقی عابد بننے کی طرف توجہ کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو صحیح عابد بننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم میں یہ روح پیدا کرے تا کہ ہم دشمنوں کے بدانجام کو دیکھنے والے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا بہرحال میں احمدیوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مخالفینِ احمدیت کی حرکتوں اور کمینگیوں سے پریشان نہ ہوں۔ گزشتہ دنوں مجھے کسی احمدی نے لکھا پاکستان سے کہ ہمارے علاقے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت کا زور اس قدر ہے اور اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ دشمن ہر اوچھی حرکت کرنے پر تلا بیٹھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تصویر بگاڑ کر یا تصویر کے ساتھ بڑا توہین آمیز سلوک کر کے ہمارے دلوں کو چھلنی کر رہے ہیں یہ لوگ۔ اب برداشت نہیں ہوتا کہ یہ جہالت دیکھتے ہیں جو ہم۔ لگتا ہے کہ دل پھٹ جائے گا۔۔۔۔۔ تو یہ لکھتے ہیں، یہ دیکھ کر بے ساختہ روتے ہوئے چیخیں نکل جاتی ہیں۔ میں نے اُن کو بھی لکھا ہے کہ صبر اور دعا سے کام لیں۔ ہمیں دشمن کے شور و فغاں میں بڑھنے، بیہودگیوں میں بڑھنے کے بعد یارِ نہاں میں نہاں ہونے کا سبق ملا ہے۔ پس اس سبق کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے ہمیں۔ اور دعاؤں میں پہلے سے بڑھ کر کوشش کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق بڑھا کر اُس میں فنا ہونے کا سبق ہے۔ ایسے لوگ اپنی موت کو خود دعوت دینے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرستادوں کی اہانت کرنے والے ہمیشہ ہی تباہ و برباد ہوئے ہیں۔ یہ لوگ بھی اگر اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو جس طرح لیکھو پر تلوار چلی تھی دعا کی، ان پر بھی اللہ تعالیٰ کے اذن سے چلے گی۔ پس اپنے دکھ، اپنے درد، اپنی چیخیں خدا تعالیٰ کے حضور پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ ایسے شریروں کو عبرت کا نشان بنائے۔

فرمایا پس ہمارا کام اپنے اندر استقلال پیدا کرنا ہے۔ ہمیں اُن شرائط کے ساتھ دعاؤں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے جن میں سے چند ایک میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے حوالے سے بیان کی ہیں۔ ہمیں ہمیشہ اس یقین پر قائم رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا قول کبھی غلط نہیں ہوتا، جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ کہ دعا کو اُس کی شرائط کے ساتھ مانگو، میں قبول کروں گا تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم مایوس ہوں۔ ہاں قبولیت کا وقت خدا تعالیٰ نے رکھا ہے۔ ہر ابتلاء ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والا بنائے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ قبولیت بھی ہم دیکھیں گے۔

فرمایا جماعت احمدیہ کی ترقی اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ دشمن کے منصوبے تو بڑے شدید تھے اور ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا رحم اور فضل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے کئے گئے وعدے ہیں اور ہمارے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ یہ نظارے دکھا رہا ہے کہ دشمن کے منصوبوں کے کئی جگہ توڑ کر رہا ہے اور صرف پاکستان میں نہیں، دنیا کے مختلف ممالک میں بھی مخالفت ہے لیکن جماعت کی ترقی رُک نہیں رہی۔

حضور انور نے فرمایا پس ہمیں کسی طرح بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ کہ مخالفین کے ظلم ہمیں اپنے کام سے ہٹا سکتے ہیں یا ترقی میں روک بن سکتے ہیں۔ ترقی تو ہمیں خدا تعالیٰ دکھا رہا ہے اور نہ صرف ہمیں ترقی کے نظارے دکھا رہا ہے بلکہ آئندہ آنے والی زندگی میں اپنے پیاروں کے ساتھ جڑنے والوں اور اُن کی مخالفت کرنے والوں کی حالت کا نقشہ کھینچ کر ہمارے لئے تسلی اور سکینت کے سامان بھی فرما دیئے ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں۔ جو آیات میں نے شروع میں تلاوت کیں ہیں، وہ اس حالت کا نقشہ کھینچتی ہیں۔ فرمایا

قالوا ربنا غلبت علینا شقوتنا و کنا قوما ضالین۔

وہ یعنی مخالفین یہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بدنصیبی غالب آ گئی اور ہم ایک گمراہ قوم تھے۔ ربنا اخرجنا منہا فان عدنا فانا ظلمون۔ اے ہمارے رب! ہمیں اس سے نکال لے، یعنی اس دوزخ سے، جہنم سے ہمیں نکال دے۔ پس اگر ہم پھر ایسا کریں تو یقیناً ہم ظلم کرنے

باقی صفحہ ۷ پر ملاحظہ فرمائیں

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان